



مَدِیْنَتِ مَكِّيَّة  
ظہورِ حتمیٰ



# سک گار

علی حضرت جامع الشریعت والطریق فخر العلماء قدوة الی لیکن زید العارین  
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی نوح علی اللہ اشرقک

محبانہ اسرار الیخبر

## اخلاص و مقاصد

۱۰، اندرونی بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم  
اچار و اشاعت علم دینیہ۔

## قواعد و ضوابط

۱، سالہ کی عام قیمت دور و پیر سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی پی پانچ آنہ زیادہ خرچ  
ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرماؤں  
گے۔ وہ معاون مقصود ہونگے۔ ۱۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کیساتھ  
درج رسالہ ہوا کریں گے ۲، غریب و مفلس اشخاص اور طلبہ کیلئے رعایتی قیمت  
سالانہ پھر مقرر ہے۔ (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلامعا و صدقہ  
بھیجا جاتا ہے چندہ رکیزیت کم از کم ہم راہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔  
(۴) نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا  
جاتا۔ (۵) رسالہ ہر ماہ کی یکم کو بھیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ  
ڈاک کی بے غواہیوں اور دیہات کے جھٹی رسالوں کی غفلت کی وجہ سے  
اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو ہر تاریخ  
مک رسالہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا جلا خط و کتابت رسول

منبر رسالہ شمس السلام بھیرہ پنجاب موٹی چامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 هُوَ الشَّمْسُ تَدْفَعُ شَمْسُكُمْ مُصْلِيَةً  
 وَبَدْرُ سَمَاءِ الْخَيْرِ كَيْشُرُقُ كَامِلًا  
 (موشی)  
**شمس الابرار**  
 جہانگیر مآقا

جلد ۳ باب ۱۹۳۲

جلد ۳ | باب ۱۹۳۲ | ماہ جولائی ۱۹۳۲ء | مظلوم ماہی کی سیاحت | ۱۳۵۱ھ | ۱۹۳۲ء

نمبر	فہرست مضامین	نمبر
۱	گھمان کا دیکر	۱۹۳۲
۲	موم میں موم ہے کاذب شیون و ماتم	۱۹۳۳
۳	شعر ش و ماتم از بحر شکم	۱۹۳۴
۴	نار سے خطاب	۱۹۳۵
۵	شیعی دنیا کو چیلنج	۱۹۳۶
۶	سلاک و جواہر	۱۹۳۷
۷	تقریر داروں سے چند سوالات	۱۹۳۸
۸	میرزا صاحب اور اس کی خلاف بینی	۱۹۳۹

# لمھیانہ کا دیکر

محم کی بدعات کے عدم جواز کی نسبت حزب الانصار بھیرہ کی طرف سے ایک فتویٰ شائع ہوا تھا۔ جس نے شدید حلقوں میں سنسنی پیدا کر دی اور ان کی مجالس کو ویران و برباد کر دیا۔ قریب خوردہ اہل سنت اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے۔ جاہل شیعوں نے اپنے ۲ لوگوں سے جواب طلب کیا۔ بالآخر شیعہ اس فتویٰ کو پڑھ کر مہیوت ہو گئے۔ آخر کار لمھیانہ کے ایک دیگر کی طرف سے شیطان کی آنت جتنا لمبا اشتہار شائع ہوا جس میں شہر نے اپنی حماقت و جہالت اور بدحواسی کا بدترین مظاہرہ کیا۔ اہل سنت کو جی بھر کر گالیاں دیں۔ اور اپنے مذہب کے مطابق سے حق عبادت ادا کیا۔ جس قدر خواہ کتب شیعہ میں سے جزع و فزع کی مخالفت میں پیش کئے گئے تھے۔ ان کا جواب تک نہیں دیا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے مختصراً دیگر لطائف درج کئے جاتے ہیں۔ ورنہ متعصب و جاہل شیعوں سے انصاف پسندی کی توقع رکھنا لا حاصل ہے۔

اشتہار کا عنوان عجیب و غریب ہے۔ لکھا ہے۔ من یکی علی الحسین و ابی ابی اوتیان و حبیب لہ الجند۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیگر صاحب یزید کو جنہی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ شیعہ کتب کے بموجب یزید نے خبر شہادت امام مسکر حسب ذیل کام کئے تھے۔ ۱۔ قال اللہ وانا الیوم راجعون پرمعا (خلاصۃ المصابی) ۲۔ و انتوں تے اٹھی دہالی (منہج الاحزان) ۳۔ خود دیا (خلاصۃ المصابی) ۴۔ اس کی زوجہ بے تاب ہو کر گھر سے نکل آئی (الفتاویٰ) یزید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ فوج و ناری یکن بر فرزند رسول خدا و بزرگ قریش (خلاصۃ المصابی ص ۳۹۲) ۵۔ اسکی دختران بھی روتی تھیں (ایضاً) پس دیگر کے نزدیک یزید علی درجہ کا جنتی ہونا چاہیے۔ آگے لکھتا ہے۔

جب بارش ہوتی ہے تو زمین سے گونا گون عجائب شکلوں میں

حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب شروع سالی ماہ محرم الاحرام کا چاند دکھائی دیتا ہے۔ تو نبی امیہ کی کھرچن مختلف شکلوں میں دکھائی دینے لگتی ہے۔ ان کے خون میں جو آبائی گینہ اور بغض اور نفاق جو اسلاف سے ودیعت پڑا ہوا ہے۔ وہ گونا گوں طریقوں سے رونما ہوتا ہے۔ وہ ماہی بے آب کی طرح تر پٹے ہیں۔ سفیانی اور مروانی مادہ ان کے اندر جوش مارتا ہے۔ اور اس پر اپنا خون پانی ایک کر دیتے ہیں۔ کہ ہونہو فرزند رسول صلعم کے ذکر بند کر دیں ماکان کے بزرگوں کے کارنامے طشت از بام نہ ہوں۔

ان سطور میں دیگر صاحب نے جس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ حشرات الارض کی طرح مروانی و سفیانی مادہ رکھنے والے محرم کا چاند دیکھتے ہی نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور ماہی بے آب کی طرح تر پٹنا۔ سینہ کو بی کرنا اور چیخ و پکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اہلبیت کیساتھ جو آبائی گینہ و بغض و نفاق انہیں مسلمانوں سے ودیعت پڑا ہے۔ اس کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہتے۔ بازاروں میں علانیہ اہلبیت کی توہین و تذلیل کی غالیش کر کے یزید کی فتح کا جشن مناتے ہیں۔ اہل بیت کی صابرو پاکدامن مستورات کا نام لیکر حزع و فرزع کے جھوٹے قصے ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کا نام پاک نہایت بے ادبی سے لیتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت ان ایام میں مساجد کے اندر ادب احترام کیساتھ مجلس ذکر امام حسین علیہ السلام منعقد کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ اعلیٰ اہل بیت اس ذکر بند کرنے کی کیلئے شیطانی مشاغل سے کام لیتے ہیں اپنے بزرگ یعنی اہل کوفہ کے کارناموں کو طشت از بام کرنے اور ان کے ایمان و اخلاق کا ماتم کرنے کے بجائے اہل بیت کا ماتم کرتے ہیں۔ یہ بزرگ کون تھے؟ یہ وہی تھے جن کو شیعوں کا شہنشاہ ثالث قاضی نور الدین شامی شومتری اپنی کتاب مجالس المؤمنین مجلس اول میں لکھتا ہے کہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقیات دلیل ندارد و مسمی بودن کوئی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است اگرچہ ابوحنیفہ کوئی باشد انہیں کے متعلق امام والا مقام نے کربلا میں ارشاد فرمایا تھا۔

قد خذلنا أشیعینا۔ ہمارے شیعوں نے میں خوارکی۔ (خلاصۃ المصاب) افسوس  
 یہ گروہ آج اہلبیت کیساتھ دشمنی سے باز نہیں آتا۔ ان کے اسلاف نے ایک دفعہ حضرت امام  
 حسین علیہ السلام پر در عاشورہ بوقت نماز ظہر شہید ہوئے تھے۔ شیعہ ہر سال یکم محرم سے  
 عاشورہ کے دن نماز ظہر تک سینہ کو پی دھاتم کرتے ہیں۔ ظہر کے بعد انکا سینہ پر کینہ ٹھنڈا ہو  
 جاتا ہے۔ اور ماتم کہے بجائے پلاؤ کی دگیوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تعزویں کے تقدس کا دور بھی  
 ختم ہو جاتا ہے۔ وہی کاغذ اور بانس کے ٹکڑے جو عجم سے پہلے ناپاک تھے۔ یکم کے بعد  
 ان میں تقدس پڑنا شروع ہوا۔ دسویں محرم کی صبح کو ان کے تقدس کی انتہا تھی۔ ان پر  
 نذرانے چڑھ رہے تھے۔ سجدے ہو رہے تھے۔ ان سے مرادیں مانگی جا رہی تھیں۔ معلوم  
 نہیں یہ مرادیں عطا کر نیوالی طاقت عبودیت اور تقدس ظہر کے بعد کہاں غائب ہو جاتا ہے۔  
 اس تشیع اپنا تماشا ختم کر کے گھوڑوں کو چلے جاتے ہیں۔ اور تعزیہ کو دفن کر دیتے ہیں۔ اس طرح بدش  
 کے بعد یہ پیدائش و حیات الارض کی طرح اپنی موت مر جاتے ہیں۔  
 اس سنت و شیعوں کے کارنامے طشت از بام ہونے سے روکنے والا قرار دیکر گھسیا دیا  
 دیکر کہتا ہے کہ

”وہ کہیں پھونکوں سے بھی نور مٹ سکتا ہے“

گویا دیکر کے نزدیک کو فیان شیعہ کا کر بلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنا  
 نورانی کارنامہ تھا۔ جس کو طشت از بام ہونے سے روک کر اہل سنت گویا اپنی پھونکوں  
 سے اس نور کو مٹانا چاہتے ہیں۔ شاباش کو فیوں کے سچے جانشین اور ابن زیاد کے غلام  
 مرید و شیطان ان تہا ریحی الحركات پر نازان سے عظمت کو نور اور نور کو ظلمت سمجھنے  
 والے اندھو! قرآن کریم کی روشنی سے راہ ہدایت ہلاش کرو۔ والذین کفروا ۲۲ ولما دھم  
 الطاغوت میخرجونہم من ۲ التورۃ الی الظلمات۔ اولئک اصحاب النار ہم  
 فیہا خالدون۔ گھسیا نوئی دیکر نے لکھا ہے۔ کہ اہل سنت کے علما نے ذکر امام حسین ؑ  
 سے منع کیا ہے۔ اور جو الکتب وغیرہ کہے بجائے لکھا ہے۔

”دیکھو شیخ عبدالقادر بغدادی ابن تیمیہ اندلسی۔ عبدالحق دہلوی۔ عبدعزیز دہلوی۔

مذکورہ شیعہ کیا گروہ ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام

رشید گنگوہی - کفایت دہلوی کی کتب مصنفہ ،

دیکر صاحب کو چاہئے تھا کہ جملہ توارکھی کتب سے مصنفین اسلام کے سمار اچکھ نقل کر دیتے ۔ ہر بزرگ کی متعدد اور بعض کی سینکڑوں تصانیف کی درق گردانی کسی کے امکان میں نہیں ۔ کوئی شخص دیکر صاحب کو جواب بھی نہ دیکھتا ۔ مشہور ہے کہ اکبر کے واناویر ملا دو پیادہ سے کسی نے پوچھا کہ زمین کا مرکز کہاں ہے ۔ ملا نے ایک جگہ منج گاڑ دی کہا یہی مرکز ہے ۔ اگر تجھے یقین نہ ہو تو زمین کی سطرف سے پیمائش کرے ۔ اسی طرح متعدد مصنفین کے اسماء تحریر کر کے اپنے خیال میں دیکر نے تمام حجت کر دی ہے ۔ مگر انہی دونوں میں اس کے ایک ہم مشرب بجنوری وکیل نے ایک اشتہار بعنوان ”ایڈیٹر مدینہ کا گمراہ کن فتویٰ“ شائع کیا ہے جس میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا محرم کے دونوں میں بیس ذکر شہادت منعقد کرنا ثابت کیا ہے ۔ بجنوری اور لکھیاوئی دونوں پہلے باہمی فیصلہ کریں ۔ بعد ازاں اہل سنت کو معنی طیب کریں ۔

آگے چل کر گالیاں دینے کے بعد لکھیاوئی صاحب لکھتے ہیں ۔

”مجھے اس اشتہار و حزب الانصار و لکھ کے من جواب دینے کی ضرورت

نہیں ۔ کیونکہ تمام بحثیں فیصلہ ہو کر گناہوں اور رسالوں میں درج ہیں ۔“

جی ہاں درست ہے انکو کھٹے ہیں ۔ اگر جواب پہلے ہی کتابوں میں درج ہے ۔ تو آپ کو اس قدر تکلیف گوارا کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ آپ کو چاہئے تھا کہ وہ جواب ہی نقل کر دیتے ۔ اگر آپ کو مایہ نہ ہو تو ہم نقل کر دیتے ہیں ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ۔ نصیبت کیوقت اپنی ران پر دے بے صبری سے (ماحقہ مازنا مسلم کے تمام عمل ضائع کر دیتا ہے ۔ درنجہ ابلاغت) امام جعفر صادق نے فرمایا ۔ اذا ذهب الصبر ذهب الايمان ۔ صبر جب جاتا رہتا ہے

ایمان بھی جاتا رہتا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

آگے چل کر قرآن مجید سے ۔ واذا سمعوا ما انزل الی السور کو دھندلے  
ما انزال الی السور لکھ کر اپنی قرآن دانی و قرآن دشمنی کا اظہار کیا ہے ۔ اسے

لے علماء اہل سنت نے شیعوں کی مجالس میں جلنے سے ہرزلے میں منع کیا ہے ۔ ایسی مجالس سوا

اسے کاتب کی غلطی نہیں کہا جاسکتا۔ اس جگہ دیکری طریقہ سے دلائل اپنے شروع کئے ہیں۔ رقت قلب کی بنا پر آنسوؤں کا بہنا جائز ہے۔ اور کسی اس کے جواز سے انکار نہیں۔ بلکہ خوف خدا سے رونے اللہ کے بندوں کا خاصہ ہے۔ دیکر صاحب نے قرآن مجید سے بوقت سماعت قرآن آنسو بہنے۔ خوف خدا سے حالت سجدہ میں رونے کی مثالیں پیش کر کے جزع و فرغ بے صبری۔ سینہ کو بی۔ و تعزیر داری کو جائز ثابت کرنا چاہا ہے۔ سوال گندم اور جواب چینا۔ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ و دعویٰ اور دلیل میں مطابقت کا نام و نشان بھی نہیں۔ بھلا ایسے جاہل سے خطاب کون کر سکتا ہے۔ آگے چل کر دیکر صاحب کہتے ہیں۔

معارج النبوۃ و دیگر کتب مورخین اسلام میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت آدم صلعم کو بہشت میں سکونت عطا کی تو جبریل کو حکم ہوا۔ کہ آدم کو منازل بہشت کی سیر کرائے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو بہشت کی سیر کرائی گئی۔ تو حضرت کی نظر ایک قصر پر پڑی۔ جس کی عمارت سونے چاندی کی تھی۔ اور قصر تمام سبز زرد کا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں ایک تخت بچھا ہے جو سرخ یاقت کا بنا ہوا ہے۔ اور تخت پر ایک بی بی نہایت پاکیزہ صورت تشریف رکھتی ہیں۔ اس بی بی کے سر پر ایک تاج ہے۔ اور گردن مبارک میں ایک قلادہ نوز کا ہے۔ اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے موتی آبدار کے پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت آدم نے جبریل سے دریافت کیا۔ کہ جبریل یہ بی بی کون ہے۔ اور اس مغلطہ کا کیا نام ہے۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ یہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام بنت محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی گردن میں جو قلادہ ہے۔ وہ اس کا شوہر نیک اختر عالی منزلت علی بن ابی طالب ہے اور اس کے دونوں کانوں میں یہ گوشوارے اس کے دونوں فرزند احمد و حسن و حسین ہیں۔ اور جو سر پر تاج ہے۔ یہ اس کا باپ محمد رسول اللہ صلعم ہے۔ حضرت آدم نے خیب عورت سے دیکھا تو پانچ در نظر آئے۔ ہر ایک در پر ایک



فہر تجریر تھا۔ سامنے والے در پر انا المحمود وھذا المحمد دوسرے  
پر انا العلیٰ العلیٰ وھذا العلیٰ۔ تیسرے پر انا فاطر السموات والارض  
وھذا انا طمرد جو حق پر لکھا تھا۔ انا المحسن وھذا الحسن اور باخون  
پر بقا۔ من الاحسان وھذا الحسین۔ اے آدم ان اسماء مبارکہ کو  
یا دکرلو۔ مبادا اس وقت آپ کے کام آئیں،

ابن بیت کے فضائل سے کسی سچے مومن کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر ان موضوعات اور  
بناوئی قصوں کے لئے نوح خوانی کی مجال ہی زیادہ مفید ہو سکتی ہیں۔ لکھتے لکھتے دیکر  
صاحب حواس باختہ ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ مجلس باقم یا ہے۔ عقل و علم سے کدے  
دیہاتی سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جھوم جھوم کر یہ خود ساختہ قصہ بیان کرنا شروع کر دیا  
ورنہ اس قصے کو سینہ کو بی و تحزیہ داری کے جواز سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ معارج النبوة  
فصل ہشتم رکن اول باب دوم میں حضرت آدم علیہ السلام کے سیر بہشت کی کیفیت درج  
ہے۔ مگر اس میں یہ واقع موجود نہیں۔ بلکہ اسی فصل میں حدیث نور محمدی درج ہے جس  
سے شیعہ مذہب کی بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔ دیکھ لی مصلحہ کہ کتاب سے وہ حدیث  
نقل کی جاتی ہے۔

مطلب :- تفسیر بحر العلوم نسفی میں ہے۔ کہ  
جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا  
کیا۔ تو نور محمدی صلعم ان کی پشت میں  
امانت رکھا۔ جب کبھی آدم علیہ السلام آسمان  
و عالم ملکوت میں جاتے آتے تھے۔ ملاز علی  
کے فرشتے تمام آپ کی تعظیم و اکرام کرتے تھے۔  
حضرت آدم علیہ السلام نے اس احترام کا  
سبب دریافت کیا۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا  
کہ اے آدم وہ نور محمدی ہے۔ جو میری پشت

و تفسیر بحر العلوم نسفی آورده کہ چون حق تعالیٰ  
آدم صغی را علیہ السلام بوجود آورد نور محمدی را  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ در پشت او سے و ولایت  
نہادہ بود۔ بر گاہ کہ آدم علیہ السلام در طرق  
سموات و تنق ملکوتیات۔ آورده شد مبادرت  
ممودی۔ فرشتگان ملا ملا علی و کربیاں عالم بالا  
ہمہ در قضاے او بہ تعظیم و اکرام میرفتند  
حضرت آدم علیہ السلام از سبب اس احترام  
سوال فرمود۔ حق تعالیٰ خطاب فرمود کہ آدم آن

نور محمدی ست صلی اللہ علیہ وسلم کہ از ظہر تو  
ظہور کردہ و در متن متانت تو نور سرور اور فرودہ  
ایشان قظیم آن نور میکنند گفت خداوند را  
چہ شود کہ انتقال آں معنوی از اعضا  
من کرم فرمائی تا من نیز مت بہ آن نور کنم  
و خاطر آن سرور گرداغم حق تعالیٰ آن نور را  
بسبابہ دست راست او منتقل گردانیدہ  
چون مشاہدہ آن نور کرد ہمارا انگشت رابر آورد  
و شہادتین ادا کرد و از انجا بانگشت شہادت  
موسوم شد و این سنت در وقت شہادت  
از آدم علیہ السلام یاد گاہ ماند۔ بعد آن  
انگشت بوسید۔ اور دیدہ تہاد و صلوات  
بابرکات بروح سیدالادوات علیہ الصلوٰۃ  
والسلام ارسال فرمود۔ و گویند در وقت  
افغان در حین استماع اشہد ان محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
بوسید و انگشت بر دیدہ نہاد و نیز از  
سنت آدم است علیہ السلام و احادیث  
در فضل آن آورده اند القصہ بعد  
از ان سوال کرد کہ اہی ازین نور بیچ در ظہر من  
باقی ماندہ فرمود بلی نور اصحاب اوست گفت  
خداوند چہ شود کہ بقیہ آن نور را در بوائی اصباح  
من منتقل گردانی حق تعالیٰ نور امیر المؤمنین

سے ظاہر ہوا ہے۔ اور تیرے اندر نور سرور  
زیادہ کیا ہے۔ یہ سب اس کی تعظیم کرتے  
ہیں۔ عرض کیا خداوند اس نور کو میرے اعضا  
میں سے کسی عضو میں منتقل فرماتا کہ میں اس نور  
کا مشاہدہ کروں۔ اور اپنے دل کو اس سے  
خوش کروں۔ خداوند تعالیٰ نے اس نور کو  
دائیں ہاتھ کی انگلی سبایہ میں منتقل فرمایا  
اس نور کے مشاہدہ کے بعد اس انگلی کو اٹھا  
کر شہادتین ادا کیں۔ اس وقت یہ انگلی  
شہادت کا مشہور ہوئی۔ اور آدم علیہ السلام  
کی بیعت یاد گار رہ گئی۔ بھانڈاں انگلی  
کو چوما۔ اور اسے آنکھوں پر رکھا۔ اور  
حضرت پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح  
اقدس پر درود بھیجا۔ کہتے ہیں۔ کہ بوقت  
اذان اشہد ان محمد رسول اللہ  
سننے وقت انگلی کو چومنا۔ اور آنکھوں  
پر رکھنا آدم علیہ السلام کی سنت میں سے  
ہے۔ اور احادیث اس کی فضیلت میں  
آئی ہیں۔ ۱۔ القصہ بعد ان سوال کیا  
کہ اہی اس نور میں سے کچھ میری پشت  
میں کچھ باقی رہ گیا ہے۔ فرمایا ہاں اس  
کے صحابہ کا نور ہے۔ عرض کیا خداوند  
اس باقی نور کو میری باقی انگلیوں میں منتقل

# محرم میں محرم ہے بکاوشیوں ماتم خدا اور مصطفیٰ اور آئیم سب کہہ گئے پیہم

(از خانزادہ غلام احمد خان صاحب بنگش . سنگو ، خلع کوٹاٹ)  
عَلَّيْكُمْ خُذُوا كَارِثًا وَبِئْسَ إِذَا صَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا لِيهِ رَاجِعُونَ  
اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۔ خدا کے بت  
مذبح کے بوجب صرف (اِنَّا لِلّٰہ) کہنے پر بندہ سخت رحمت و جنت اور ہدایت بن جاتا ہے

## رسول خدا کے ارشادات کیا ہیں

(۱) اصول کافی ص ۱۱۴ (ترجمہ ذریعی) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی مصیبت پر صبر کیا ۔ اس کی واسطے  
تین سو دجے کہے جاویں گے ۔ ہر ایک درجہ دوسرے سے از زمین تا آسمان بلند ہوگا ۔

(۲) حیات القلوب جلد دوم ص ۵۳ (ترجمہ از فارسی) ام حکیم زن مکرّمہ نے رسول اللہ ﷺ سے

پوچھا کہ وہ امر معروف کو نہ کہے جس میں ہم کو خدا نے منع فرمایا ہو کہ ہم آپ کی نافرمانی میں

نہ کریں ۔ فرمایا مصیبت میں اپنے منہ پر تھپڑ نہ لگاتا ہاں منہ کو زخمی نہ کرنا ہاں بالوں کو نہ فوجنا ۔

مگر بیان کو چاک نہ کرنا ۔ (۱۵) کپڑے کو سیاہ نہ کرنا ۔ (۱۶) اور فریاد اوچھے آواز سے نہ اٹھانا

(۱۷) جلد نہ کور ص ۵۵ امام باقر فرمایا کہ رسول خدا نے بروقت وفات بی بی فاطمہ کو فرمایا

کہ اے فاطمہ میرے مرنے پر ۔ آپ اپنے منہ کو زخمی نہ کرنا ۔ (۱۷) بالوں کو پریشان نہ کرنا

(۱۸) دایا نہ بونٹنا ۔ (۱۹) فوجا اور فریاد نہ کرنا ۔ (۲۰) مرثیہ خوانوں کو نہ بلانا ۔

(۲۱) جلا العیون اردو ص ۶۰ رسول خدا نے حضرت بی بی فاطمہ کو فرمایا ۔ میرے مرنے پر

گریبان چاک نہ کرنا ۔ (۲۲) بال نہ فوجنا ۔ (۲۳) دایا نہ بچھنا ۔ (۲۴) لیکن وہی کرنا جو تیرے باپ

نے بیٹے ابوہریرہ کی فتیدگی پر کیا تھا ۔ یعنی صرف آنسو کا جاری رہنا جو ایک بے اختیار سی

ارہے ۔ ایضاً ص ۶۱ پر امام باقر سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ نے بی بی فاطمہ کو فرمایا

مور ڈالنے (۲۵) پیٹنے (۲۶) بال نہ فوجنے (۲۷) دایا نہ کرکے (۲۸) مرثیہ پڑھنے (۲۹) یا مرثیہ

کے لوگوں کو بلائے سے منع فرمایا۔

دعۃ (۱) فردغ کافی جلد دوم - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند وفاتہ تعظمہ لا تخمشی علی وجہہا ولا تروحی علی شہدائہا ..... (ترجمہ بشرح صدر رسول علیہ السلام نے بی بی فاطمہ کو روئے سپینے (۴) بال کھولنے (۵) نوچ پڑھنے اور پڑھانے سے منع کیا۔

دعۃ (۲) حلیۃ المتقین مجلس ۳۶۵ رسول خدا نبی فرمود اگر یہ بلند و نوحہ بلند کردن و طمانجہ برزدن در وقت مصیبت۔

دعۃ (۳) حیات القلوب جلد ۵۶ رسول خدا فرمود ازار کا منید۔ بگریہ و فریاد و نالہ و دعۃ (۴) اصول کافی ص ۳۱۱ قال النبی الصبر من الایمان۔ کالاس من الجسد۔ یعنی صبر ایمان سے ایسا وابستہ ہے۔ جیسا سر بدن سے۔

دعۃ (۵) حیات القلوب جلد دوم ص ۳۱۵ (ترجمہ فارسی) امیر المومنین حضرت فاطمہ کے سمیت ایک روز رسول علیہ السلام کے خدمت میں جب حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا در سے ہیں۔ مولا علی کے پوچھنے پر حضرت نے فرمایا معراج کی رات اپنی امت کی چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں دیکھا تھا۔ یہ روانہ کے لئے ہے۔ اور ان میں سے ایک عورت کو بصورت سنگ دیکھا جس کے دہریں آگ دھکیلتے رہے۔ اور اس کا شعلہ اور دھواں منہ کی طرف سے نکل رہا تھا۔ بی بی فاطمہ نے جب وہ دیکھی تو حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ (جب عورت کسی کی صورت پر تھی اور آگ کو دوزخ کے فرشتے اس کے دہریں گھسیڑتے رہے اور اس کا شعلہ دوسری طرف سے نکل رہا تھا۔ اور وہ ہے کے گرزوں سے اس کو پیٹھا اور سر پر مار رہے تھے۔ وہ نوہر گر مریہ خوان تھی۔

اب غنیمت مرقعی علی رحمہ کا سنا جائیے۔

دعۃ (۶) کافی ص ۳۱۱ مرقعی علی نے ایک شخص کو جو اپنے باپ بچائی اور بھتیجی کے مرنے پر غم نہ کر رہا تھا۔ علیہ السلام بتقدی اللہ والصبر۔ کہ تقویٰ اور صبر کو اختیار

کر کے اس کو ذخیرہ آخرت بنا دو۔

دست ۱۲، حیات القلوب جلد اول ص ۳۲۰ امام اولیہ چارم پنجم ششم ہشتم۔  
پانچ اماموں کا متفقہ مقولہ ہے کہ تعجب ہے اس شخص کے ایمان پر جو خدا کے قضا  
و قدر پر یقین رکھتا ہو اور وہ کسی غم اور مصیبت کے وقوع پر مغموم رہے۔

دست ۱۳، پنج البلاغ ص ۱۹۳۔ لولا انک اہرت بالصبر و تقیت عن جنہ ۶ لا  
نقدنا علیک ماہ اشد شتوت۔ حضرت علی نے رسول خدا کو غسل دینے کی وقت کہا کہ اے  
رسول متنازع اگر آپ بھی صبر کی تلقین اور ہزاع فرزع رونے اور چلانے سے منع نہ کر دیا  
ہوتا تو آج تم اساروتے کہ بدن کا طوبیت خالی ہو جاتا۔

اب امام حسین کے وصایا بھی ملاحظہ ہوں

دست ۱۴، انوار البصائر ص ۲۹ امام حسین نے کہ بلا میں اپنی ہمیشہ بی بی زینب کو فرمایا۔ اے  
بہن میرا جو حق تم پر ہے اس کی قسم دے کہ وصیت کرتا ہوں کہ میری مفارقت پر صبر کرنا۔  
خبردار منہ نہ پینا۔ بال نہ فوجنا۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ تم غافلہ کی بی بی ہو انہوں نے پیغمبر خدا  
کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا۔ تم بھی ویسا ہی صبر کرنا۔

دست ۱۵، کتاب ذبح غلیم ص ۲۳ حاجتی اوصیک اذا انا قتلت فلا تشفق علی  
جیبا لا تطلعی علی خدا ۲۰۰۰ علی وجھا یعنی اے بھن میری ماتم میں گریبان  
چاک نہ کرنا۔ منہ نہ پینا۔ رخسار کو زخمی نہ کرنا۔

دست ۱۶، مواظب حسنہ شیخ عبد العلی ص ۱۳۔ تمام مورخین متفق ہیں کہ امام حسین نے حضرت زینب  
کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد گریبان چاک نہ کرنا۔ بال نہ کھولنا۔ منہ پر ٹانچے نہ مارنا  
نالہ و فریاد نہ کرنا۔

امام زین العابدین کے فرمان

۱۔ کلینی کتاب الحجۃ (ترجمہ از غنی) عورتوں کو بے وقت روئے کی ضرورت پڑتی  
ہے۔ لیکن ان کو لائق نہیں کہ یہودہ بکواس کریں۔ اور رات کو وقت تو ضرور منہ بند  
رہیں۔ کیونکہ غوغا اور بکواس سے فرشتوں کو ضرر پہنچتا ہے +



۱۱) کافی کتاب الکفر والایمان ص ۴۱۱۔ عن علی ابن حسین۔ قال الصبر من  
 الايمان بمنزلة النار من یحتملها یحتمل الايمان لمن لا یصبر له۔ امام زین العابدین کا ارشاد  
 ہے۔ کہ ایمان صبر کیساتھ ایسا جتنی ہے۔ جیسا کہ سردن کیساتھ ہے جس شخص کا صبر نہیں  
 اس کا ایمان بھی نہیں۔

امام باقر کیا فرماتے ہیں۔

۱۲) کافی ص ۴۱۲۔ کہ جنت کو مصیبت اور صبر نے اپنے گھیرے میں لئے رکھا  
 ہے۔ پس جس نے غم اور مصیبت پر صبر کیا۔ تو داخل ہو جائیگا۔ وہ شخص جنت میں۔  
 (۲۰) حیات القلوب جلد ۲۔ ص ۲۵۵۔ ابن بابویہ سے معتبر امام باقر سے حدیث بیان  
 کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو فرمایا کہ جب میں وفات پا جاؤں  
 میرے لئے اپنے منہ کو نہ پٹینا۔ بال نہ کھولنا۔ داویلا اور فرادینہ کرنا۔ اشعار غم  
 نہ پڑھنا۔ مرنیہ گو گوہ گردوں کو نہ بلانا۔

۱۳) کیسے شرح اور صاف صاف ہدایات ہیں۔

۱۴) من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۵ یصنع للمیت ماتم ثلاثۃ ایام یوم  
 مات۔ امام باقر فرماتا ہے۔ کہ صرف تین دن تک مغموم رہنا جائز ہے۔

اب امام جعفر کے بھی سننے چاہئے۔

۱۵) کافی کتاب الکفر والایمان ص ۴۱۲۔ فرمایا امام جعفر نے جس نے کسی مصیبت  
 پر صبر کیا اس کے لئے ایک ہزار شہیدوں کا اجر ملتا ہے۔

۱۶) کافی ص ۴۱۱ عن ابی عبد اللہ قال الصبر من الايمان بمنزلة النار من  
 یحتملها فادھب النار من ذھب الجسد کذا الم اذا ذھب  
 الصبر ذھب الايمان۔ یعنی امام صادق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صبر ایمان کا  
 ایک ایسا جزو لا یتفک ہے۔ جیسا کہ سردن کا۔ پس جب سرد ہو تو بدن بیکار  
 ہے۔ اسی طرح سے جس کا صبر نہ ہو۔ اس کا ایمان بھی ہرگز نہیں رہتا۔

۱۷) فروغ کافی جلد ۲ امام جعفر حدیث نبوی کی بنا پر کہتا ہے۔ کہ فقط ایمان پر ماتم

مارنے سے اجر معصیت ضائع ہو جاتا ہے۔

۲۵۔ زاد المعاد مجلد ۲ ص ۲۸۷۔ دو راخبار بسیار وارد شدہ است کہ سرکہ در وقت معصیت دست بران خود بزند ثواب او ضبط میشود۔ بناید کہ شیون و فریاد کند یا دایلاً در آسکاه بگوید۔

## رضائے مشہدی کا ارشاد

۲۶۔ مجھے تعجب ہے۔ اس شخص کے ایمان پر کہ وہ یہ یقین رکھتا ہو۔ کہ جو کچھ بھی نیل و نہار میں واقعات فوبہ و ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ ان کا بانی مہمانی قضاء و قدر ربانی ہے۔ اور وہ پھر بھی کسی معصیت پر پریشان حال رہا کرے۔

## امام ہم محمد تقی ان علی نے توحہ کر دیا

۲۷۔ محمد تقی علیہ السلام امام ہم اپنے نام نہاد شیعوں کو متنبہ کرتا ہوا۔ حدیث نبوی پر بیاض خوانوں مرثہ گو نو حہر گرد بختوں کو اس شرمناک عذاب کا ذکر بغرض تنذیر بیان فرمایا گیا ہے۔ جو عہد میں بیان ہو چکا ہے۔ اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی۔ کہ آگ ان کے نچلے سوراخ و بریں ٹھونسنے جائیں گے۔ اور منہ سے اس کا دھواں اور شعلہ نکلے آ رہے۔ گویا ایک آگ کی بھیٹی ہوگی۔ اور گرزوں سے پشت اور کھوپری پر مار مزید برائے شتم لایموت و کلا یحییٰ

## کہاں ہیں اس منحوس نیشہ کے طالب زر توحہ گر

یا تو ان کو مرتد بنکر امام زادہ عبد العظیم۔ امام محمد تقی۔ حضرت مرتضیٰ علی۔ اور غمخیز خدا صلعم کو نوزد با شہر جہلاں مار پڑے گا۔ اور یا اس عذاب شرمناک کیلئے چند روز قہر میں بلاؤ تلخ کھا کر پورے استقلال کیساتھ اپنے آپ کو آمادہ رکھنا ہوگا۔ صبر کی تشریح۔ کافی ص ۱۳۲ کسی نے امام باقر سے سوال کیا یا الصبر جمیل قال ذالک صبر لیس فیہ شکوی الی الناس۔ فرمایا یہ وہ صبر ہے۔ کہ لوگوں سے کسی معصیت کو بطور شکوہ بیان نہ کرے۔ ایضاً حیات القلوب جلد اول ص ۲۲۸ امام جعفر نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ فرمانا۔ (فصبر جمیل

تو اس سے مراد وہ صبر ہے کہ بیچ گوشت نکالت وراں نباشد۔) تو کیا اب بھی کسی بندہ نفس کو کچھ عذر کا موقعہ باقی ہے۔ میں اس موقع پر صبر و عدم کی ایک اور مثال بھی قرآن کریم سے پیش کر کے ذی العقول سلیمہ کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔

موسے علیہ السلام حضرت سے درخواست کرتا ہے۔ کہ میں آپ کے صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ اتنا کہ آپ مجھے اپنے علم خاص سے کچھ سکھا دیں۔ حضرت حضرت جواب دیتے ہیں کہ قاتل تسطیع مہی صبراؤ کیف تصبر علی ما لم تخطبہ خبیراً۔ کہ میں جو کچھ کرتا جاؤں جب تک میں آپ سے خود بیان نہ کروں پوچھنا نہیں۔ مگر آپ کے شان جلالی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ جس امر کو ناگوار سمجھیں اس کے دریافت سے باز رہ کر صبر کریں۔ الغرض باہم متفق ہو کر چلتے چلتے ایک کشتی میں سوار ہو گئے حضرت نے جبکہ سے کشتی کے اندر سوار ہو کر کے اس کو معیوب کر دیا۔ موسیٰ نے وجہ پوچھی کہ آخر یہ کیوں حضرت نے کہا۔ (الم اقل لك انک تسطیع مہی صبراؤ)۔ دوسرے دفعہ ایک لڑکے کے قتل پر اعتراض کیا۔ تو پھر حضرت نے فرمایا (الم اقل لك انک تسطیع مہی صبراؤ)۔ تیسرے مرتبہ ایک دیوار کے گرنے اور مرمت پر اجرت کا سوال اٹھایا۔ تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا (الم اقل لك انک تسطیع مہی صبراؤ) بتا دیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک چیز ممنوع عنہ پر مقرر رہ کر اس کے برخلاف عمل کرنا رہنا صبر کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی طرح سے خدا تو رسول اور اپنے امانوں کے متواتر ہدایات کے برخلاف ماتم کرنا لومڑی کی طرح چھتے چھتے کلا بھاڑنا۔ خوش آواز گویوں کی طرح سُر ملا کر نغمہ سرائی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ اپنے دین و مذہب سے سرکشی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جیلہ ایسے لوگوں کے حق میں پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ امام زین العابدین اور



و بیان و معیبت - یعنی زور سے رونا اور معیبت کو بیان کرنا - اب تو کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں - ماتم سرائد امام باڑوں میں تو وہی پور رہا ہے جس کی نیرا و شیطان نے رکھی ہے - بلکہ اسی کام کے لئے بمنزلہ مدرس کے ہیں -

۲۰ فی ذلک لعبرة لمن یحسنی

آخر یہ مرواح کیوں ہوا -

یہ بھی قرآن کریم سے بتا دیتا ہوں - امام دو قسم کے ہوتے ہیں - جیسا کہ غزل نے فرمایا ہے وجعلنا منہم ائمة یھدو ن با حونا - یعنی بعضی امام ایسے ہوتے ہیں - کہ لوگوں کو میری کتاب کے بموجب ہدایت کرتے ہیں - یہی ہوتے ہیں امام ہدایت و دوسرے مقام پر ہے - (وجعلنا ہم ائمة یدعون الی الضلالہ) - اور بعض ایسے امام ہوتے ہیں - کہ لوگوں کو گمراہی اور آگ کی طرف بلاتے ہیں - اور یہ ہوتے ہیں امام ضلالت - ائمہ ہدایت کا نمونہ نصائح و اوار پرستائیں نمبروں میں درج ہوا - اب ائمہ ضلالت کے چند نظائر بھی پیش کرنے ضروری ہیں - جن سے یہ واضح ہو سکے کہ کن کن لطائف الخیل سے نام نہاد مومنین کو ایمان کے طرار المستقیم سے جھکا لئے جارہے ہیں - (اولاً) اشع عبد العلی جس کی روشناسی ان کے خطابات عالیہ سے ہو سکتی ہے - جو کتاب کے سرورق پر درج ہیں "دیوانہ حسنہ ص ۱۲۱ - آیا پیغمبر خدا علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ بھی میدان کر بلا میں موجود تھے - یا نہیں - کوئی انکار نہیں کر سکتا - مومنین تصور فرمائیں - کہ جب حضرت زہرا کر بلا میں موجود تھیں اور اپنے محنت جگر کی یہ حالت دیکھ رہی تھی - تو ان کی کیا حالت ہوگی - ایک شخص سفید پوش دیکھا گیا - کہ حسن مظلوم کے تیرے کے نیچے پھر رہا ہے - اور فریاد کرتا ہے - کسی نے دریافت کیا اور کہا - اے شخص تو دیوانہ ہو گیا ہے - کہا میں دیوانہ نہیں ہوں - میں پیغمبر خدا کو دیکھتا ہوں - کہ بالباس خون آلودہ نوہ و زریاد کر رہا ہے -

دیکھو کیسے زوردار الفاظ میں اماموں کی تعلیمات حقہ کے برخلاف شیطانی طرز



عمل کی تائید کرتے ہوئے لوگوں کو راہِ راست سے بہکانے کی کوشش کی ہے۔ اور پھر کس دیدہ و لیری سے لکھا ہے۔ (کوئی انکار نہیں کر سکتا) اچی شیعہ اور انکار۔ آپ ہی دانشمندانِ علومِ ائمہ نے موجودہ قرآن مقدس کو ناقص اور قوریت و انجیل کی طرح محرف بتلایا۔ کسی شیعہ نے انکار نہیں کیا آپ نے ان پر بیاض عثمانی کا نام لکھا۔ آپ نے تمام صحابہ رسول اللہ کو خارج از اسلام اور ازواج رسول اللہ کو منافقہ وغیرہ ناقابلِ برداشت الفاظ سے یاد کیا۔ آپ ہی نے اپنے دوازدہ امام کو تقیہ کے لباس میں منافقت کے معلم اور پیشوا بتائے وغیرہ وغیرہ ہزار ہا من گھڑت باتوں میں کسی نے انکار نہیں کیا۔ اتو بھلا ایسی حالت ناریں کسی عقل و انسانیت کے مقام پر ہوتے ہیں۔ جو غور اور تدبر سے کام لیکر انکار کر بیٹھیں۔

کیا ایسا نام و زنِ صفت سفید پوش، کسی اچھے ذکر کا لائق ہو سکتا ہے کہ امامِ مہم مدِ اخوان و خدامِ صب کے سب کام آئے۔ اور یہ بزدل معدِ چھینے والے کاہل کے جان بچا کر اس روایت کے گھڑنے کیلئے زندہ رہیں۔ بخدا کہ یہ سارا ماجرا بالکل خود ساختہ اور جھوٹ ہے۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہی اہلبیس تھا جس نے آدم علیہ السلام کو جھوٹ کہہ کر بہکا یا تھا۔ لیکن شیخ صاحب کا دوسرا تعلیمی پرچہ اس سے بھی زیادہ رقت انگیز ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”مواظف حسنہ ص ۱۳۸۔ بی بی زینب نے اپنا سر محل سے نکالا اور جو ب محل سے دے مارا۔ خون جاری ہو گیا۔ امام زین العابدین نے جب دیکھا۔ تو فرمایا۔ پھوپھی جان خاموش ہو جاؤ۔ تمہارے زہد و بکارت سے تمہارے بھائی واپس نہیں آئیں گے۔ تو جواب میں فرمایا۔ یہ غم جانکاه وہ ہے۔ کہ اس نے آسمان پارہ پارہ ہو جائے۔ زینب کا سر کسر طرح سلامت رہے۔ میں دیکھتی ہوں۔ کہ رسول خدا علی مرتضیٰ و میری والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا سر پر ہندو زہد و بکارت میں مشغول ہیں اور سر پر خاک اڑا رہے ہیں۔ میں

کس طرح فریاد نہ کر دں۔

اس کذاب الاثر نے ایک جھوٹی کہانی سے بنی اور اس کے خلیفہ چارم علی اور ساتھ ہی فاطمہ بی بی سلام اللہ علیہم کے مقدس سروں پر خاک اڑا کر اپنا حق ضلالت خوب ادا کیا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اور وہ بھی حکم خدا کے اکبر ملاحظہ ہو (صلی) اور اس کیساتھ علی جیسا سوار اولیا نے پیٹنے کو بار بار منع کرتے ہوئے اس کو امر معروف نہ ہٹائے۔ اور پھر وہ کام خود کو کر بیٹھیں یہاں تک کہ خاک بھی سر پر اڑائے۔ لہذا ثابت ہوا کہ شیخ مذکور مجتہد نہ لباس میں دامام ضلالت داعی الی الباطل تھا اب دوسرے پویش کرتا ہوں کہ اس نے اس بارے میں کیا عمل افشائی کر کے شیطانی طریقہ کو مستحسن قرار دیا ہے۔ (تحفۃ العام حصہ اول ص ۱۶۵) محرم کی دسویں روز۔

مطلقین خانہ کو حکم کرے کہ مصیبت برپا کریں۔ جیسے اپنے عزیز کے لئے روتے پیٹتے ہیں لکھا ہے کہ اس طرح رو دے جیسے ماں اپنے بچے کیلئے روتی ہے۔ یہ مصیبت اعظم ترین مصائب ہے جب ایسا کرے۔ تو لکھا جائیگا۔ اس کے لئے ثواب ہزار ہزار حج۔ اور ہزار ہزار عمرہ۔ اور ہزار ہزار جہاد کہ سب آنحضرت کیساتھ جالایا، اس امام ضلالت نے سید الانبیاء اور اماموں کے ممنوعہ امر کیس قدر ثواب عظیم لکھا ہے یعنی دس لاکھ حج۔ دس لاکھ عمرہ۔ دس لاکھ جہاد۔ اور نیز اس کے مضمون میں دو فقرے پہلا د لکھا ہے کہ اس طرح رو دے (دوسرا لکھا جائیگا اس کے لئے ثواب) قابل توجہ ہیں کہ اس کا ماخذ کہاں سے ہے۔ رسول مقبول اور آل بتول سلام اللہ علیہم کے ارشادات مندرجہ صدائے غم دالم کے مانوت میں جو رنگ برنگ پیرایہ میں فرما چکے ہیں۔ ناظرین کرام کے مطالعے سے گذر چکے ہونگے۔ اب اسی امر کے کرنے پر یہ حضرت دس لاکھ حج و عمرہ اور اسی قدر جہاد و ناکا ثواب تک کہ میں ششدر کر دیا۔ کہ آخر کہاں سے ایسے مامور من اللہ ہوئے کہ پیغمبر اور اماموں کے تمام تعلیمات کو ایک قلم منسوخ فرمایا۔ بلکہ یہاں تک جہالت و دھنڈھائی کا مظاہرہ کیا۔ کہ جو حسین مظلوم کیساتھ شہید ہوئے۔ ان کے لئے تو صرف ایک جہاد کا ثواب میسر ہو۔ اور جو دسویں عاشورہ

کو زین صفت بن کر تھوڑی دیر کیلئے مائے دوائے کر کے چلائے اور شان مارے  
اس کیواسطے دس لاکھ جہاد کا ثواب اور وہ بھی حضرت امام حسین کے ہم کاب

۵۔ بریں عقل و دانش پیاد گریست  
یہ سوا دوسرا امام ضلالت۔ اب ایک تیسرے کو بھی جس کی بھلائی شان  
نا قابل انکار ہے۔ بغرض تعارف پیش کرنا لادبی ہے۔ تاکہ بہانہ گیر طبائع کو  
کسی حیلہ و عنذ کی گنجائش نہ رہے۔

تیسرا امام ضلالت۔ اور وہ باقر مجلسی ابن تقی اصفہانی میر مجلس مجتہدین ایرانی  
ہے۔ زالمعا ص ۷۹۶۔ جائز نیست گریبان چاک کردن۔ و جامہ دریدن برائے  
غیر زار و پدر و برایشان جائز است بلکہ بعض اخبار ظاہر مستحکم و مستحب باشد  
دیکھا مجلسی صاحب نے رونے پٹنے کو جائز بلکہ مستحب قرار دیا۔ بشرطیکہ مرد و بھائی  
یا باپ ہو۔ آگے جا کر اس حکم خاص کو عام کر کے احکام الہی کے پرچھے اڑائے گئے ہیں  
ملاحظہ ہو ص ۷۹۶۔ و جائز است گریہ و نندہ کردن کہ میکہائے میت را بشمارند و نوحہ  
کردن بحق جائز است۔ کہ دروغ نہ گویند و چیز لمئے بد از برائے میت اخبار نکنند  
مجتہد اعظم فرماتا ہے کہ بلند آواز سے رونا اور فریاد کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں  
جھوٹ نہ ہو۔ اور مردے کی نیکیوں کا اظہار ہو۔ اور کوئی برائی میت کے متعلق  
اس میں بیان نہ کرے۔

سوال اول۔ مجلسی کی اپنی تصنیفات سے (حیات القلوب) (جہاد العیون)  
(حلیۃ المتقین) رسول خدا کے امتناعی احکام ۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲ اور اسرار سے  
شیعہ اماموں کی تنہات۔ ۱۷-۲۰-۲۵-۲۶-۲۷۔ یا وجود علم کے انحراف  
کرنا چہ معنی داند۔

و وثیم۔ نوحہ بحق کردن جائز است۔ کیا حضرت فاطمہ و زینب کا حق پر مبسن  
نہ تھا۔ جس سے وہ منع کر گئے۔ سو حکم۔ دروغ نہ گویند۔ کیا ان دونوں پر جھوٹ  
بولنے کا شبہ تھا۔ اس لئے رد کے گئے۔ چارم۔ کیا رسوا بمصدم اور امام مظلوم کے

کچھ برائیوں کے اظہار کرنے کا اندیشہ تھا۔ (معاذ اللہ!) اسی خوف سے ان کو خاموش رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔ جیسا کہ باقر صاحب نے رونے پینے اور مرثیہ خوانی کو بدیں شرط جائز قرار دیکر حق امامت ادا کیا ہے۔ کچھ نائے بد از بڑے میت اظہار تکند۔

۲۔ المخرض۔ اے باد صبار! میں ہمہ آوردہ تست۔) ان تمام عمرات کے مروج امام باڑوں وغیرہ کے زینت اور تقسیم شرک و بدعات کے بانی اہل بیت ہیں خالینہ و گم کردہ نام نہاد آل سنیین میں۔ جو فرداً فرداً امام ضلالت ہیں۔ لیکن اس سرکشی اور طغیان کا نتیجہ بھی ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کہ کیسے کیسے فتویٰ ان مومنین کے حق میں اپنے اماموں کی زبان حق ترجمان سے صادر ہو چکے ہیں۔ (من لا یحضر الفقیہ حدیث ۱۸۷ شیعہ) مثل الصادق عن الصلوٰۃ بلبس السواد فقال لا یصلین فیہا فانہا لباس اهل النار۔) ایضاً۔ وقال امیر المومنین فیہا علم اصحک لا تلبسوا السواد لہ فانہا لباس فرعون۔) ایضاً من جدد قبراؤ مثل مثلاً فقد خرج عن الاسلام۔ سرحدیث ائمہ کا خلاصہ یہ ہے۔ امام جعفر نے فرمایا۔ کوئی شخص کالا کپڑا نہ پہنے۔ کیونکہ یہ دوزخیوں کا کپڑا ہے۔ اور اس میں نماز بھی نہیں ہوتی۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ حکم رسول خدا کہ کوئی شخص کالا کپڑا نہ پہنے۔ کیونکہ یہ لباس فرعون ہے۔ اور نیز فرمایا۔ کہ جس نے قبر کی تجدید کی یا کسی چیز کی نقل بنائی۔ مثلاً کوئی قبر تعزیرہ غلم و دالحدج۔ یا بورت وغیرہ تو وہ شخص اسلام سے خارج ہوا۔ پس ان حدیثوں کے بموجب شیعہ کیا بنے۔ دوزخی۔ فرعون۔ خارج اناسلام۔ اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی قابل سماعت ہیں۔

د کافی کتاب الایمان والکفر ص ۱۵۰۔ قال رسول اللہ ﷺ لا ینبغی لمن ہو شر من ذلک المتفحش للعان الذی اذا ذکر وہ لحنوا۔  
نمایار سو خدا نہ کہ سب سے بڑھ کر شر الناس وہ فاحش بزبان ہیں۔ کہ جب

مومنوں کا ذکر ان کے نزدیک ہوتا ہے۔ تو وہ لعنت بھیجا کرتے ہیں۔ اور جب کوئی ذکر ہی کرتے ہیں تو لعنت نکالتے ہیں۔

کافی کتاب الامان والکفر ص ۵۸۔ (قال رسول اللہ خمسۃ لعنتھم وکل نبی حجاب النبی اید فی کتاب اللہ والتاثر لسننی۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں پانچ فرقوں پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ اور ہر ایک نبی اس میں میل مینا ہے۔ انیس سے ایک کتاب اللہ میں تحریف کر نیوالے اور دوئم میری سنت کو چھوڑنے والے۔

کافی کتاب الحکم ص ۵۸ عن ابی عمر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول من خالف کتاب اللہ وسنتہ محمد فقد کفر۔ امام جعفر فرماتا ہے۔ کہ جس شخص نے قرآن مجید اور سنت نبوی کی مخالفت کی تحقیق وہ کافر ہوا۔ اور ان حدیثوں کی رو سے شیعہ صریحاً شریعہ۔ یعنی۔ اور کافر بنے ہیں وجہ کلعنت تو وقت ان کا اور زبان ہے۔ اس لئے وہ تمام جہان سے بڑھ کر شریک ہیں۔ اس طرح کتاب کے محرف اور تارک سنت بھی ہیں۔ جیسا کہ موجودہ فوج کی کارستانیاں جس سے لعنت کے مستحق بھی تھہرے۔ اور مخالف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و خود اظہر من الشمس ہے۔ جیسا کہ ۱ سے ۵ تک شروع سے آپ کے سامنے ہیں۔ ورنہ بار ثبوت ان کے ذمہ ہے۔ لہذا کافر بھی ہوئے۔ صرف اسی ایک فعل سے کیا کیا ہوئے۔

دورجی	فرعون	فازح از اسلام	شریہ	لعنتی	کافر	مودی
-------	-------	---------------	------	-------	------	------

لاحظہ ہو۔ حدیث سید المرسلین اور مکہ حدیث امام زین العابدین اور یہ سب کچھ ائمہ صلا اللہ علیہم کے بدولت۔

وائے بر حال شقاوت مال شیعہ و رافضہ۔ اور ان ظالم کو طلب کر کے ان کے قاتل اور خونی بنے پھر شیعان علی کے لباس میں ملبوس ہو کر فدائی اور ماتمی



آخر میں رسول خیر البریہ اور اپنے امہ کی زبانی دوزخی - فرعون - لعنتی - وغیرہ بھی جیسا کہ اوپر مرقوم ہیں - الحاصل -

خود کو زہ و خود کو زہ گرد و خود کو گلی کو زہ - ) ایک اور عند تک جواز ماتم کے بارہ میں جو ہمارے برادران وطن پیش کرتے ہیں - اور جس کو میں دجل کے نام سے ملامت کرتا ہوں - وہ یعقوب بنی النضر کا واقعہ ہے - کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے بے فطیر بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے - جیسا کہ قرآن کریم میں ہے - **وَابْصَحَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ** سکتا - آپ بھی اسی کے قدم پر چلیں - اور وہی رویہ اختیار کریں - پھر ہمیں اختلاف اور عند کیا - اور نہ اس نے فوج کیا - نہ ندبہ - نہ او بیلاؤ ماتم کیا - نہ تحزیہ اور علم نکالا نہ کسی سامنے شکوہ و شکایت کیا - (صرف یا افسا علی یوسف) بیکرا اندر ملی اندر غمگین اور اندوگین رہا کرتے تھے - جیسا کہ امام باقر اور جعفر باپ بیٹے دو اماموں کی شہادت سے - یعقوب علیہ السلام کی صفائی ہو چکی - کہ انہوں نے کسی سے غم دالم کی داستان نہیں سنائی - اور اسی کا نام ہے - (ضبر جیل) ہاں غامت غم و اندوہ سے آنکھیں سفید پڑ گئیں - اور نظر جاتا رہا -

اے کاش - ہمارے وطن کے بالغ شیعوں میں فیصدی صرف ایک بھی یعقوب پیغمبر کے راستہ پر گام زن ہو کر غم حسینی سے اندھے ہو جایا کرتے - جن کو درج رجسٹر کر کے ہم کو ان کے رجسٹر کی صداقت کا قابل ہونا پڑتا - اگرچہ مزارات عالیہ کے متبرک غلاف انکے (فاد قد بصیرا) کیلئے ایک یقینی علاج موجود ہے تاہم ثقلین کو ماننا پڑتا ہے - ۵

مذائی ایسے ہوتے ہیں صداقت ایسی ہوتی ہے

منجی ایسے ہوتے ہیں - کرامت ایسی ہوتی ہے -

ایک یقینی اور سچی مشکوئی - امام جعفر اور علی نقی ان ہر دو شیعوں اماموں نے بقول راجحہ پیشین گوئی کی تھی - کافی سکتا جو غلط نکلی - اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا - کیونکہ

ان کے مذہب کا سنگ بنیاد تفتیہ ہی ہے۔ اگر کوئی بات سچی نکلے تو فیہا۔ اور اگر جھوٹی نکلے۔ تو تفتیہ سے پھر بھی شان امامت قائم۔ ان دواؤں کے سوا تیسرا کوئی شوق ہے ہی نہیں۔ بجائے اس کے کہ شیخ اپنی غلطی کو تسلیم کرتے جھٹ پٹ الزام کا سارا بوجھ خدا پر ڈال دیا۔ اور نام اس کا (بد) ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس روز کو عید بنا کر روشناس کراتے۔ لیکن اس اہم کام کے لئے درستی اور غلطی نہ لکھو کی طرح داعی اور منافقوں کی ضرورت ہے۔

مگر میری پیشگوئی عقل و نقل و تجربہ بر مبنی ہے۔ اور میں اقرار اور بیانگ و دل اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر میری پیشگوئی جھوٹی نکلی تو سراسر ایک رافضی مجھ پر اس قدر لعنت باری کا مجاز ہو گا۔ جس قدر کہ میں دشمنان امیر المؤمنین عمر سلام اللہ علیہ پر بھیجا کرتا ہوں۔ ۵۔ کہ بر حبیب خدا ختم انبیاء صلوات اللہ علیہ دشمنان عمر بے شمار لعنت باد۔ اب میں اپنی پیشگوئی کو فقط دو فقروں میں پیش کر کے اس کا فیصلہ تمام دنیا کے شیعوں پر چھوڑتا ہوں۔ خداے تعالیٰ رسول اللہ اور اماموں نے جو واجب الاعتدال ہیں۔ فرداً فرداً ماتم روئے پٹنے فریاد اٹھانے کا لے کپڑے پہننے غم اور مصیبت کے بیان کرنے فوجہ گری اور مرثہ خوانی سے منع فرما کر نبی کریم نے خدا کی طرف سے اس کو امر معروف ٹھہرایا۔ جیسا کہ ستائیس نمبروں میں سلسلہ وارد درج ہوئے۔ بلکہ دوزخ کے نہایت سخت اور ذلیل عذاب سے بھی ڈرایا۔ یہ تو ہوئے امام بدایت۔ دوسرے شیخ عبدالحی۔ حاجی حسن علی۔ باقر مجلسی نے روئے پٹنے کی تاکید کر کے اس کے لئے حد سے زیادہ ثواب بتا گئے۔ حتیٰ کہ یقین پاک میں سے چار کے سرور پر خاک بھی اٹا گئے۔ اور ان کو (معاذ اللہ) دیگران (الصحیحہ خود رافضیوں) کے مصداق ٹھہرا کر حق ضلالت و تلو و خوب ادا کیا۔ لیکن ایک نے جھوٹ نہ بولنے کا شرط لگایا۔ حالانکہ مرثیہ اور ماتم کے لاکھوں کتابوں میں سے کوئی بھی صفحہ دنیا پر ایسا نہیں۔ جو ملر جھوٹ اور افتراء سے مملو نہ ہوں۔ باوجودیکہ یہ بھی صرف ایک بہانہ ہے۔ کیونکہ حضرت فاطمہ اور بی بی زینب تو نہ گز جھوٹ نہ بولتے جن کو پیغمبر اور امام

عمر نام لکھ کر عید بنا کر شعلہ کھڑا کرتے اور شیعہ اماموں کے مختلف بیانات اور فتاویٰ و احادیث سے علماء الناس کو

علیحدہ علیحدہ منع فرما گئے تھے۔ پس یہ اور اس قماش کے دیگر معلمین تو پھر سے امام  
مذہبیت اور دونوں کی تعلیمات بھی ہیں مخالف اور ضد یکدیگر۔

امام حق نہ کہنے پر مصر میں سادہ امام باطل کرنے پر۔ ہنوز آدم برسر مطلب  
کہ شیعہ اپنے اماموں کی نہیں مانتیں گے سرگز نہیں مانتیں گے۔ اگر مان گئے اور اپنے  
ماتم سزا امام بازوں کو کسی کی صورت میں تبدیل کر کے یذکر فیہا اسم اللہ کہیں گے۔  
کے صحیح معنوں میں استعمال کرنے لگے۔ تو پھر ہم جھوٹے اور رافضیہ کے برحق طعن کے  
مستحق ورنہ کالائے بدبریش خاوند لیکن وہ شیعہ و رافضی کیسا کہ اس ہولی کو چھوڑ  
اور وہ مجتہد و ذاکر کیسا چرلاؤ و چلاؤ سے منہ موڑے البتہ اسی باطل اور ضلالت  
کے اماموں کا کہا مانتیں گے۔ روئے پیشینے چینیچے چلانے رسول خدا اور فرشتوں کو  
آزادینے میں ذرہ بھر بھی دریغ نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ محمد ابن عبد اللہ قاتل الکفار  
والزنا و قدام المشہور با امام مہدی ظہور کر کے ان ظاہر الاسلام دشمنان دین سے صفحہ  
زمین کو صاف کر دیں۔

## شورشِ ماتم از بہرِ شکم

از خرافاتِ ردِ افضل یک زماں  
در شریعت ہم طرقتِ ناروا  
بت پرستانہ بروز چار و شش  
سائرش برگنبد خضر ز مند  
یا علمہا گشت کردن بہر چہ  
این ہمہ از بہرِ شناس کناں  
ہست حقہ از پیستہ دستار خواں  
ہم شبیہ آں امامانِ سختن

موش باید کردنت لے دوستان  
آں بیک تعزیر کرب و بلا  
پیش پیش وقتہ ہا اندر پلیش  
تعزیرا بالابر بالا کنند  
پس چنین ادا خون بہر چہ  
ذو لجناح و ترکش و تیرد کماں  
ای ہمہ کنت ہر یک فرد خواں  
زنگ بر تصویر ہا انداختن

چھند با شہباز ہم یا یہ شدہ  
 این رسوم بت پرستان قبول  
 چون دم کا ذب بعید از صدق حال  
 مشرکانہ جملگی اطوار شاں  
 ہر دو جانب بس غلو و دین عنید  
 آن بزم عم خود شہید اگر بلا  
 کار گبران کردہ و تماش شہید  
 این چہ رسم نامسلمان است حیف  
 با ہنوداں پس چنین جنگ و جدل  
 لا ابالا نہ ز قند مان خلیل  
 از مرثی چرخ را جنبان کنند  
 ہر کجا جویند خوش آواز را  
 جمع میگردد بر دے مرد و زن  
 با مجمد زلف مائے ستار ستار  
 چون شب شادی ہمہ اطوار کا  
 گرنیو دے اجتماعش از زنان  
 ورنیو دے لحن داؤدی دراں  
 یا بنو دے شربت شہد و گلاب  
 یا بنو دے جلب اموال و نقود  
 مرثیہ خوانی است یک جز ثقیل  
 ہر کہ خوش آواز و خوش لہجہ  
 رنگ آمیزی بمرح و مفیت  
 از براے جلب دنیاے دنی

آنکہ اور اخص ہم یا یہ شدہ  
 حیف کرد اسلامیاں اس را قبول  
 راست کے گرد دہمی از قیل و قال  
 با ہنود آدیزش و بیکا ر شاں  
 مردن شاں تا مرا دو تا سعید  
 لائتم لا ولا نام خدا  
 حق از و بیکار خوش دیو لپید  
 در رہ حق این چہ قربانی است حیف  
 بہر مومن نیست امر لم یزل  
 ہر کہ او سرزد شد بس او قلیل  
 لیک از دے آرد در انبان کنند  
 تا خوش آہنگش کند آن سارا  
 پس نہندش نام بر سوگ و محن  
 ہر کجا بینی یکے اباغ و بہار  
 نغمہ مائے دلکش مزمار کا  
 بے محابا در مجالس مائے شان  
 خوش سرانندہ زمردان و دنان  
 ہم پلاؤ فرنی و نان و کباب  
 صاف کردے مرثیہ خواناں جو و  
 از براے دولت و دین ذلیل  
 قدر او از دے ز گو سر جان بود  
 جملہ از بہر حصول منفعت  
 نے حلال و نے حرامش دیدنی

در گمان خوش گلوئے سوز ناک  
 هر که او را باشدش آواز خوش  
 در میانش هر که خوش آواز تر  
 آتش باید بذاکر زرد دهند  
 فاگر آن ساعت که یابد پیسہ  
 آن برائے رنگ دل صیقل شود  
 مرثیہ مانے نمود نمود رنگ رنگ  
 دایم این ذکر را سادات  
 راہ و رسم و نوین ساختہ  
 از گریبان چاکلی شود و نمود  
 اندر دل سودائے جانان کعب  
 این چه غم بالطنبائے مستی  
 غور باید خود چه وادیل است این  
 لیک در باطل ندین غمهای شان  
 در نہ در خانه نشستن بیدش  
 حاکم بایر چو یعقوب حزین  
 ماسک و دوائے رنگ نکردی چنین  
 هر که او از حب ایشان دم زند  
 بہر او با یک بیت الحزن  
 ای کد این است آن راہ صفنا  
 کیں بود اندر عبادت مائی رب  
 گر چنین کردے اما مان ہدے  
 باز نمیکویم کہ نام آن خدا

از صداقت ہم دیانت صاف پاک  
 بہر استغنا بود دے ترش  
 وافرش از دیگھاں طوائی تر  
 بعدہ او مرثیہ را سہ دہند  
 یا بہ بنید قفسہ در کاسہ  
 عقدہ مقصود اصلی صل شود  
 دگلدازانہ کہ گردد عقل و نگ  
 گرم دارند از پیے سو فاتیما  
 طرح جشن اند جہاں انداختہ  
 وز پریشان حالے ظاہرچہ سود  
 سوز ساز دلربایا نہ کجا  
 یاحسین دیا عباس و یا علی  
 از دیا کاری ہمہ غوغا است این  
 نے المہاسنہ ماتم مائی شان  
 در بروئے خلق بستن بیدش  
 غیر حق از جلگی گوشہ نشین  
 نیست واللہ طرز یعقوبی چنین  
 سینہ پر کینہ را از غم زند  
 سما چو سدا ئیل گردد متحس  
 ز انبیاء و اولیاء و اصف  
 فرض واجب یا ز سنت مستحب  
 کے شدے از ما با در اقتدا  
 کوزمین را آفرید است دسما



یا نبودے اکل و شرب ذاکر  
یا ازیں ماتم سر نام و نشان  
خانہ سائے ماتم در بخ و من  
نعرہ نائے یا امام دیا حسین  
نعرہ نائے عاشقانہ ابن ہمہ  
یاد بیزاری نہ تو اے دائے نفس  
گفت پیمبر کہ آن ابلیس کرد  
کش کشاں آرد بخویشش ناگزیر  
فہم خواہد کرد بر منم و برید  
گوئید بر بردہ شیطان رود

گر نبودے نقد جنس عامیاں  
کس نیا بیدے یکی از مرثہ خواں  
بیچکہ قائم نہ گشتے در ز من  
ابن ہمہ گلبانگی در قصیدین  
کاشش بودے صادقانہ ابن ہمہ  
لیک بہت ابن جلا از سودا کی نفس  
ہر کہ ابن را اولش تاسیس کرد  
جادو بہ جنیت است ابن جاحظیر  
نپس اگر دارے روح سعید  
نیک و صالح دے نیکان رود

احمد بنگش ہمسہ واضح نمود  
پس ہمسہاں باید زو گیرید سود

## ذاکر سے خطاب

ذیل کی نظم جو نواب شبیر حسین جوش طبع آبادی کا ایک شاہکار ہے۔ اخبار  
مدینہ میں شائع ہوئی تھی۔ ہندوستان اور بعض دوسرے ممالک میں محرم کے  
سلسلے میں تقریبات منائی جاتی ہیں۔ ان میں مجالس ذکر حسین بھی ہیں۔ جن کا مقصد  
اہتمام کیسا تھا گریہ و ماتم کا ہنگامہ برپا کرنا ہے۔ یہ اہتمام علاوہ مصنوع ہوئے  
کے مقصود شہادت کو بھی فائدہ کرتا ہے۔ حضرت جوش تھیں بڑا شہید اس مذہب و طریقہ  
کی اصلاح کیلئے ایک ہنگامہ خیز۔ اثر آفرین اور کیف و روانہ ناز اختیار کرتے تھے جس کی  
داد نہیں دیا جاسکتی۔ اس لئے شمس الاسلام میں درج کرنا ضروری سمجھا گیا۔ (دریہ)

ڈاکٹر تیرہ بخت اور غلام ہندوستان کا جسے خود اس کی وسعت تباہ کر رہی ہے۔ وہ  
 کمزور سست رگ پیشہ ورفرد ہے۔ جو (۱) واقعات کو بلا کو صحت و عدم سے بے  
 نیاز ہو کر محض رخصنے لانے کی غرض سے بیان کرتا ہے۔ (ب) اس رونے رلنے  
 کی معقول فیس بھی لیتا ہے۔ (ج) اس فیس کو بڑے اطمینان اور بھروسے کیساتھ صرف  
 اپنی سی تن پر ور بھی سال بھر تک صرف کرتا ہے۔ (د) ملت کو بیدار کرنے  
 کے غرض سمجھتا ہے۔ اور اپنا نئے زمانے میں مردانہ اوصاف پیدا کرنے کے بدلے  
 اس نامحسوس سعی میں گرم رہتا ہے۔ کہ وہ سرچینی سے ڈرنے لگیں دھامبر اس غرض  
 سے نہیں اہماتے۔ کہ سامعین کے افکار میں گرمی اور ترفع پیدا ہو۔ بلکہ تنہا یہ سوتی  
 ہے۔ کہ اہل مجلس روتے روتے بیہوش جائیں۔ (و) حسین کی روح سے قطعی  
 طور پر بیگانہ ہوتا ہے۔ (ف) اور اس استبداد کے خوف سے جسے فکا کر دینے کی  
 خاطر حسین نے سب کچھ قربان کر دیا۔ کلمہ حق کو زبان پر نہیں لاتا۔ "دو جوش"

<p>ہوشیارے فکر افسردہ فطرت ہوشیار          ضعف کا احساس اور مومن کو یہ کیا خلفشار          حسن بلی کی ضرورت ہو محل چاہیے          تو نہیں غم شہید کر بلا سے بہرہ مند          سخت استعجاب ہوا پیشہ وراثت پسند          ننگ کا موجب ہے یہ ۲۱ غاکو اسطے          مانع شیون نہیں میرا پیام مستقل          دل نہیں بھترے۔ مولایہ نہیں جو منجھل          کون کہتا ہے کہ دل کو حق میں غم آچھا نہیں          لڑ میں آتے ہوں کہ آنسو دینے آبدار</p>	<p>دل تڑا اور ہیبت باطل سے ہزار و زار          لافٹی الاعلیٰ لاسیف الاذوالفتار          نچکھو بے کا کھیچ شیر کا دل چاہیے          تیرے شانوں پر تو زلف نزدیکی کی ہو کند          یہ غم کے سینے میں تلب گو سفند          یوں نہ کر ماتم شہید کر بلا کیو اسطے          گریہ فطری کشتے ہو۔ دشمن پر بھی بھڑتا ہو          دور سے رونے سو جو۔ وہ ظلم سو سو متصل          پھر بھی تغل گریہ نصیب الدین بن لکھتا ہیر          سنگ داہن میں اتر جاتی تیس کی نرم دھار</p>
---	---

بے مکر و مانگی کو ان سب اشکوں سے عار  
 اشک بے سوز دردوں بانی ہو گا کی قسم  
 گھر کے اندر خبر وہاں ہو گا یہ رو نہا بے محسوس  
 رخ پر رنگ محض ہو، تیویدی یہ ہو مرنے بل  
 چشم تر سو دہرا نقطہ کو دریا کا نہا چٹو  
 حیف ہے ایذا کا افسردہ طبع نرم خو  
 تاجرانہ مشق ہے تیرا شعار مانے و بنو  
 عالم اخلاق کو زیر و زیر کرتا ہی تو  
 حرص نے اٹک جو سکھایا ہی و نارت کا سبق  
 چشمہ دولت ہی تیرا سیل اشک بے قلق  
 خانہ بربادی عشرت سار تر ی لئے  
 کیا بتاؤں تو نہ تھی کیا بات اور کیا کر دیا  
 کر بلاؤ خون مولیٰ کو تماشا کر دیا  
 مشق گریہ عیش کی تمہید ہی تیرے لئے  
 سوچ تو کچھ جی میں ہے مشتاق راہ مستقیم  
 شدت آہ و بکا سے دل ہو سینگے نہیں و نیم  
 خون ہی قربانی مولیٰ نظر سو گر نہ جائے  
 سار عشرت ہی تجھے ذکر امام شرفین  
 تیری دالہ ضرب ہو اہل غرا کا شور و شین  
 آہ جو تعلیم تھی دل کی گذر نے کیلئے  
 غم کو سکے بہر زتا کی بھجائے جائیں گے  
 دام پر تا چند یوں دانے گر لے جائیں گے

جن کو شیشوں میں ہوں غلط شجاعت کے شمار  
 قلب شہیم پر شجاع مہربان کی قسم  
 تاروں میں چھوٹے پر گزرتا ہوا گھر سے نکل  
 اہل باطل سنگوں میں جائیں ایسی چال ہیں  
 یوں تھا برسی ہوئی آنکھیں دنیا کا پیٹھو  
 تیرے آگے کار و بار ہی شو سے مولیٰ کا لہو  
 فیس کی محتاج ہی منبر تیری گفتگو  
 خونِ اہلبیت میں لقمے کو تو کرتا ہی تو  
 کر بلاؤ کو ذکر میں دیتا نہیں کہوں در سن حق  
 خون کی چادر سے سونے کی تار ہی ورق  
 اک دیند ہے زمین کر بلا تیرے لئے  
 غیرت حق کو زماں بھر میں رسوا کر دیا  
 اب رگنا باد و گلگشت مصے کر دیا  
 عشرہ ماہ محرم عید ہی تیرے لئے  
 مومنوں کو دل ہوں اور دامانہ امید ہم  
 کیوں یہی لے دیکے تھا کیا مقصد غیظ و غم  
 ابن حیدر کے ہو پر دیکھ پانی پھر نہ جائے  
 ڈھالتا ہی تیرے سکتے بستگان غم کا بین  
 سر جھکائے شرم سے اتنا بھر خون حسین  
 اس کا استعمال بلوا و پٹ بھر کے کیلئے  
 کب تک آخر ہم نے عشرت لاؤں گے  
 آنسوؤں کی تائیے موتی بنائے جائیں گے

کب تک تیرے دل کی کوڑ میں گھو بیگا تو  
جادو آل پیر پر نہیں تیرے قدم  
تجھ کو کیا معلوم کیا ہوتا ہے احوال  
شور کر دے کی ضرورت ہو نہ غوغا ہے  
کربا میں اور تجھ میں اتنا بعد المشرقین  
اس طرف تکیا دھرتی کا مہر صد شہدین  
وہ تھی کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں  
کربا در پر وہ بنائش اور بظاہر مضمحل  
اور جسے جس کے بلندی آسمانوں کی چھل  
خندہ زن ہو جس کی رفت گند افلاک پر  
جس کو ذرا پیڑ سینے میں لے کر آفتاب  
خاک کا غوش میں خوشبو آل بو تراب  
روح تیری آج بھی قائم ہو اپنی بات پر  
لے چراغ دو دمان مصطفیٰ کی خواب گاہ  
وقت باطل ملا سکتی نہیں تجھ کو نکا  
ایزین خوش کہ تیری زینت زینت  
جو دم کی خاک کو شعلوں میں سو یاد حسین  
جو جوان بنے کی میت پر زور دیا حسین  
میراث نکاح جس نے دوبا لاکر دیا  
نصیب جس کا زینت دین پیر وہ حسین  
لاکھ پر بھاری ہوئی جس کے بہتر حسین  
تو حاکم بھلا کو آخری پینام کا

جس نے کھلی نوح اس کی کوئی بات حسین  
ہو لیکن نئی فاسق کی بیعت حسین  
۲

تا کجا پانی کو کانٹے پر لہو تو لے گا تو  
نصرت حق میں جلال ابن حیدر کی قسم  
اک شجاعت ریز آنسو، اک فخر آمیز غم  
علم کے پردے میں شجاعت ہو تو پھر کیا چاہو  
اس طرف شور و جزو خانی ادھر لے دی کوہین  
اس طرف اشکوں کا پانی اس طرف فحشین  
شرم کو گرہا۔ اگر احساس تیرے دل میں ہو  
نیند کے ماتوں کو دور اہل عمل سے متصل  
جس کے زروں میں مہر کہتے ہیں جو افر و کول  
صبح تبسم موت کی ہوئی جس خاک پر  
خالد و خس کی بیعت میں دورا ہوا خون گلاب  
کربلا تاریخ عالم میں نہیں تیرا جواب  
خون کی مہرین دلتی میں تیرے ذرات پر  
تیرے خار و خس پہ پی تابندہ خون بیگناہ  
آری سو ذرتے ذرتے سو صد لالہ  
تیری نسا میں سو خواب راحت حسین  
جس نے ایڑ خون سے دنیا کو دھویا وہ حسین  
جس نے سب کچھ کھو کر کچھ بھی کھو یا حسین  
خون نے جس کے دو عالم میں جلا کر دیا  
تھا جو شرح مصطفیٰ تفسیر حیدر وہ حسین  
آتش کی جس کی جواب موج کوثر وہ حسین  
جس کے سینے میں تھا دل پیر اسلام کا

اے حسین اب تک لب لبو تراز میں ایاغ  
 تو نے دھو ڈالے جبین ملت بیضا کے داغ  
 فخر کا دل میں دیکھ باز کرنا چاہیے  
 تو بھی واقف ہو شہید کربلا کے سوگوار  
 آبادوں میں تجھے ایوان شانس بھار زار  
 کربلا کیا حسرت و اندوہ کا افسانہ ہے  
 لکھوں آنکھیں اے السیر کا کل زشت و نگہ  
 ختم ہے آئینہ بھانے ہی یہ تیری آرزو  
 لٹا ہے پر ماتم سے تیرا سینہ افکار پر  
 حقیں بٹھرخو چکاں شیخین حسینی فوج کی  
 اتنی تیغوں کی رہی نہ تیرے دل میں باوچی  
 روح کی بچا رگی کو انس پیدا ہو گیا  
 آہ تو اور ساز و برگ عافیت کا انتہا م  
 جھکنا اور زندوں کا ڈر کیوں ایلاک کا خام  
 تو مثل اہلبیت پاک مر سکتا نہیں  
 دیکھ میری سمیت میں ہوں اک زند بادہ خوا  
 سر میں شعلہ نہ کا نہ ہے برقائے زرنگار  
 رسم دراہ زند و تقویٰ کو سبک کرتا ہوں تو  
 قید بھی دنیا میں کوئی چیز ہے افسانہ خواں  
 ہمازیانہ طوق بازنجیر آگ و زنداں بار پھیا  
 رحمت باری کا ہوتا ہو نزل اس راہ میں  
 شہید میں اس راستے میں تلخیاں تعزیر کی  
 روح پوشیدہ ہو اس مخزب میں تعمیر کی

صنوفشان ہو آجتک تیری شہاد کا پیراغ  
 تو اگر اسلام کا دل ہو تو ایمان کا دماغ  
 جس کا تو آقا ہو اس کو ناز کرنا چاہیے  
 کربلا کو آجتک حاصل ہو کیوں تناؤ و تار  
 میان کی بار ہوئی تھی اس زمیں پر ذوالفقار  
 یہ تو غافل یاد نگار رحمت مراد ہے  
 آہ کن ہو موم مویوں پر بہا جاتا ہو تو  
 اور شہید کربلا نے تو بہایا تھا بعد  
 اور حسین ابن علی کا مات تھا تلوار پر  
 اور صرف اک سید سجاد کی زنجیر حقی  
 جاننے سے صرف اک زنجیر باقی رہ گئی  
 اشجع عالم کو سرو دیکھے کیا ہو گیا  
 کیوں نہیں کہتا کہ باطل ہو دیکنا ہی حرام  
 رہ چکے ہیں قید میں نادان اور خود تیرے امام  
 بر عشق کا دعویٰ ہو اور تقلید کر سکتا نہیں  
 رسم و تقویٰ ہی ہو واقف ہوں طاعت و چار  
 موت کو لیکن سمجھتا ہوں حیات پا کنار  
 موت کو در تانہ میں قید کو در تانہ ہو تو  
 حق پرستوں کیلئے دوزخ بھی ہو جنت نشان  
 ان میں ہر اک چیز بن جاتی ہو شہرت کی زباں  
 شعلہ ہائے تند بخاؤں ہیں پھول اس راہ میں  
 ہیں یہاں کی ظلمتوں میں جھلکیاں تنہا کی  
 ہر راحت اس جگہ اک مہر ہو تو تفسیر کی

روح آبادی کا ہی پیغام بر ہادی یہاں  
اصطلاح حق میں ہوتا ہی ثوب جس کا قہر  
نذر دیر یا کر دیا جاتا ہے جو طفل جمیل  
جس طرف پھرتی ہو روح پر پھرتی ہوئی  
سرخوہ کوڑا لگا ہی بکیوں کی پشت پر  
جنگ آزادی میں نیرے پر چڑھا ہی حکام  
راہ حق میں جس کسی نے بھی شہادت پائی ہو  
جو کمی رو نہی گئی بن کر ہی سونیکا طشت  
روکنے پر جس کے آمادہ ہوئی دیوار و دشت  
اُن بانی سو مند کے اندر اور کتنی دانت ہیں  
خارج از دفتر کیا ہی جہل نے جو حرف حق  
جن فاپر کو پہنچا ایسے دینے قلع  
بھائیوں نے دی جس کیلیف چاہ تنگ ہو  
پس کے جن دزدوں نے دکھایا ہی فضائیں چوہا  
نذر آتش کی گئی ہے جو بصد قہر و عتاب  
ضرب باطل کی پڑی جس حق مخالف پر  
زندگی میں سے مکافات اک وہ دستور قوی  
قبیح وہ بھی ہو گیا کی مشق جس نے قتل کی  
رکھ ہی سوغات دی جیسی وہی سوغا لے  
جو غاپرور ہے اپنے کو ہی دیتا ہے دُعا  
سرنگر جان پر اپنی ہی کرتا ہے جوتا  
خون کیوں کرتا ہی دم میں صوب ڈھلکی اٹکو  
خوف کا جن ہی زمانے سو ترے سر پر ہوار

قید سے کچھ اور بُر نہ جاتی بہ استادی یہاں  
آگ اس کو گد بخاتی ہو باغ بے عدیل  
راہ دنیا مٹا ہی اس کی ضرب سے معینے نیل  
ہوئی پیر میں ابو صرّاتی ہی اصطلاحی ہوئی  
ایک دن بن کر رہا ہی دلایت فتح و طغند  
اس نے قدموں پر بھجایا ہی سر سر خضر  
اس نے موز: پنجواں پر حکومت پائی ہو  
جس اکائی کو مٹایا ہو گئی مقدار و ہشت  
اس نڈا کی عرش تک پہنچی صد بار گشت  
حق ہو مگر کھائے لکھو منتیں تو خلعت ہیں  
دوسرے بن کر رہا ہی اک زمرہ کا وزق  
اس کی آنکھ کی ہوئی چرخ پر مہتاب شق  
دیکھی اس کو بلند ہی افسردہ رنگ ہو  
بار کا تپا ہی ان کی زد پر آکر آفتاب  
نور کا بن کر رہی ہو اک منار وہ کتاب  
خاک اس کی خندہ زن ہو کر ہی اکسیر پر  
جس کی زد کو آفتاب بچکر نہیں نکلا کوئی  
جان لی جس نے کسی کی دی خود اپنی جان بھی  
نقد سودا ہی یہاں اس بات دی اس قہر  
چوراہی ہی جوتا ہے متاع بے ما  
جس نے اعدوں کی نکالی آنکھ اندھا ہو  
ظلم اپنے بوجھ سے خود ہی گل جانیکو ہو  
خون ہو اک نامبارک ظاہر مردار خوار

باغ و بہار سے نہیں ہوتی نظر جسکی دو چا  
تیری سر پر اس کا منشا تا شا تو نہیں  
چونک اسی سر پر ایہ پیغام رب المشرقیں  
خشک ہوا لا زار خراجہ بدر و حنین  
دقت حاضر کو گھنی زلفوں کو جم کھوڑو  
سن کہ بل مروں کی تیوری پر بنا نا چاہیے  
موت کیا ہے دھیان میں تجھ کو نہ لانا چاہیے  
مرد حق پر وہاں جل سے آشنا ہوتا نہیں  
دہر میں سب سے بڑی سادنت کا پیرو کی تو  
سورج کیا اقوام عالم میں ہے تیری آبرو  
دقت باقی ہے حصول مدعا کیو اسلے  
دہر میں محشر بپا ہے اور تو مصروف خواب  
تیری غیرت کو خبر بھی ہے کہ دشمن کا خطاب  
تجھ کو زخمی شیر کی صورت بھڑنا چاہیے  
کچھ خبر بھی ہے تجھے اس ظلم کی اڑست خوا  
آپ کا ہے آنری نقطے پہ باطل کا شباب  
اٹھ کھڑنے پہ اے صید مچن بانڈھے ہوئے  
دیکھ تو کتنی مکدر ہو فضائے روزگار  
بزم یزدانی میں روح ابرن ہے گرم کار

ملت دن لاشوں پہ منڈلاتا ہے جو دیوانہ و  
عز کر تو ایک عفونت خیز لاش تو نہیں  
قوت اعدا پہ کیوں کرتا ہے اتنا شور مچا  
جس کے سر فٹے کے اندر جذبے خون میں  
کر لیا ہے تیری نصرت کا علم کھوڑو  
زندگی کے آفتوں پر مسکراتا چاہیے  
کس طرح جیتے میں مگر دکھا نا چاہیے  
خلق کئے پر بھی سرتن سے مدد ہوتا نہیں  
اور دل ایسا ہی غش آجائے گرد کیجے ہو  
سراٹھا ہی سکتا ہو کیا اہل جہاں کے روبرو  
اب بھی پہچان اپنے رہتے کو خدا کیواسلے  
خون میں ذلت کی موجیں کھا رہی ہیں و تاب  
تیری ماں بہنوں کی راہوں میں اتنا ہی قہار  
یہ اگر ہمت نہیں تو ڈوب مرنے چاہیے  
مل چکا ہے نڈ کو دنیا میں ظلمت کا خطاب  
چونک اسی عزم حین ۲ دسے جلال بوزلب  
آج بھی اب میدان میں سر ہو کفن باندھے ہوئے  
کس طرح منڈلا رہا ہے حق و اہل کفر  
شد طنت میں ڈھل چکا ہے پھر سنا کاشفا

نقش حق کو اس ظالم میں چلی کرتا نہیں ،  
اب بھی تقلید حسین ابن علی کرتا نہیں ،

## مضمون متعلق صفحہ

امیر المومنین ابو بکر صدیق رحمہ را در انگشت  
وسطی و فور امیر المومنین عمر رحمہ را در بنصر و نور  
امیر المومنین عثمان رحمہ را در خضر و نور امیر المومنین  
علی را رضی اللہ عنہم در ابہام راست آدم علیہ  
السلام را خدا تعالیٰ پنج آفرینہ شش بدیں  
سبب است کہ نام محمد و یاران محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم در وی نوشتہ شدہ است  
و پیوستہ آدم صلی علیہ السلام در آن  
انوار نظر میکرد و ہر دم آن انوار از جلال تلالو  
لمعان دیگر متغیر و دوتا آن روز کہ باکل شجرہ  
اقلام نمود بانہاں انوار منتقل بنظر وے شد  
(کذا فی تفسیر سحر المہمما)  
(مناہج النبوة رکن اول کے باب دوم ففصل ۸)  
(صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ نوکلشور)

منتقل فرماؤند تم نے امیر المومنین ابو بکر صدیق کا  
نور درمیان انگلی میں۔ حضرت عمر کا بنصر میں۔  
حضرت عثمان کا خضر میں اور حضرت کا دایں آنکھ  
میں منتقل فرمایا۔ قصص محمد کا شانی میں اس طرح  
روایت ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام  
کا لختہ پانچ انگلیوں سے اس لئے بنایا تھا۔ کہ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے  
یاروں کا نام اس میں لکھا تھا۔ آدم  
علیہ السلام ان انوار میں نظر آتے تھے  
اور یہ نور چمکتا تھا۔ درخت کا پھل کھانے  
مک۔ نور انگلیوں میں رہا۔ بعد ازاں  
پشت میں منتقل  
ہو گیا

و بکر صاحب نے لکھا ہے کہ ”در ثمن والا شافعی عالم لکھا ہے۔ بہتر تھا کہ دس  
پانچ کتابوں کے نام گھر کر ان کے مصنفین کے نام بھی گھر لئے جاتے۔ معلوم نہیں یہ  
در ثمن کوئی کتاب ہے۔ اور یہ شافعی عالم کون ہے۔ جس نام و بکر کو بھی معلوم نہیں  
ہو سکتا۔ ایسے بے سند قصوں اور چھوٹی روایتوں پر ہی شیعہ مذہب کا دار و مدار  
ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بھی ایک بے سند قصہ روایت کیا ہے۔  
جس کا حوالہ نہ دے۔ شاید کسی نو حدیث خوان ذرا کرب سے سنا ہو گا۔

نکتہ :- موافق کے مذہب کا بانی عبد اللہ ابن مبارک یهودی تھا۔ اس لئے  
اس مذہب کو یہود سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔ ان کے مائیل یہودیت سے

۲۲ بنیاد و وجہت و در قصص حکم کات فی چنین روایت میکند اینکہ دست آدم علیہ السلام



سے ماخوذ ہیں۔ قوم یہودی کی خرابیوں کو کھول کر قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ یہود کو گنہگار پرستی کے جرم میں حکم ہوا تھا۔ فاقتلوا ۱۲ انفسکم (اپنے آپ کو قتل کرو) اس سے ثابت ہے کہ یہودیوں میں قبولیت تو بکیلی اپنے نفس کو عذاب دینا ضروری تھا۔

شیعان کو ذبح کرنے کو فریب سے ہٹا کر سبط بنی علیہ السلام کو کربلا میں شہید کیا۔ بعد ازاں اس گناہ عظیم پر آدم ہوئے۔ اور دنیا کو اپنی خصوصیت کا یقین دلانے کیلئے ہر سال فاقتلوا ۱۲ انفسکم کے مطابق سینہ کو پی وغیرہ کا طریقہ اختیار کیا۔ حرم کے دنوں میں ہر سال اپنے سینوں کو پیٹتے ہیں۔ بعض جگہ جاتوں اور چھڑیوں سے اپنے آپ کو زخمی کرتے ہیں۔ اسطرط اپنے اسلاف کے کارناموں پر پردہ ڈال کر خدا کے رحم و کرم کے طالب بنتے

ہیں۔ افسوس کہ یہودیہ نہ رزم ہندوستان میں بری طرح رائج ہو چکی ہے۔ عوام الناس اس کی اصل حقیقت سے بے خبر ہیں جس سینہ میں صحابہ کرام کے خلاف طوفان بھنسنے ہو جن ہو۔ قدرت نے اس کی سزا ہی مقرر کی ہے کہ ہر سال اس پر اپنے ہاتھوں سے مار پڑے اس دنیا میں دیائے صحابہ کیلئے اس سزا کا مشاہدہ عام لوگ کریں۔ ولعدا اب لاخیرہ الکبار قرآن و حدیث سے دلیل نہ پا کر یہودیہ نہ رگ بھڑک اٹھی۔ اور دیکر صاحب نے تورات سے ایک حوالہ نقل کیا جس میں بنی اسرائیل کیلئے ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ سے خاص قسم کے سبت کا یادگار ہونا بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ ساتویں مہینہ ماہ رجب ہو گیا ہے۔ دیکر صاحب نے مجبور ہو کر ظاہر کر دیا۔ کہ تم تورات کے احکام کے پابند ہیں۔ مگر قبولیت کے اس مقام میں کیجئے جزع و فرح و سینہ کو پی اور ذبح داری کا حکم نہیں ہے۔ صرف ٹنگین ہونے کا حکم ہے۔ حالانکہ ماکیہ الذکر اعمیٰ تکلف روزار و لانا مردھنا جزع و فرح کرنا اور بانس و کاغذ کا تعزیہ بنا کر بازاروں میں سیدہ کو پی کرتے ہوئے نکلتا ہے جس کا جواز ثابت کرنا کسی نتیجہ کے لئے ممکن نہیں۔

آگے جگر خدا کے خوف سے آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام کی گریہ و زاری حضرت یعقوب کا یوسف علیہ السلام کے فراق میں رونے کا ذکر کر کے اپنے عزم میں دیکر صاحب نے تعزیہ داری و سیدہ کو پی کے جذبات کی کئی دلائل نقل کر دیئے ہیں۔ ایسے جہل مرکب ہی خواہ اس

ایمان و ایقان پر ڈاکہ ڈالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اہلسنت خواب غفلت میں سرحدوں میں جاہل سے جاہل شیعہ بھی چند مغالطات اور چند کجواں یاد کر کے ملک کیلئے فتنہ و فساد کا باعث بن رہے ہیں۔ اپنے جاہل و اکروہ کو شیعہ قوم ملک العلماء۔ سلطان اور اعلیٰ و صدر الافاضل وغیرہ کے انقباب و بدیتی ہے۔ انقباب و خطاب وغیرہ کی ارزانی جس قدر اس فرقہ میں ہے۔ دنیا میں کسی قوم میں نہ ہوگی۔

اس کے بعد ملاح النبوۃ جلد دوم ص ۵۳ کے حوالہ سے دیکھنے لکھا ہے۔ کہ نبی عالیہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے حجرہ میں وفات پائی پس میں نے ان کے سر مبارک کو سرٹانے پر رکھ دیا میں انھیں عورتوں کیساتھ کھڑی ہو گئی۔ اور سند لیا بندھ لیا۔ اور سینہ زنی اور منہ پیٹنے لگی۔ اور باقی عورتوں کو بھی ایسی طرح کرنے تکم دیا۔ پس یہ حلقہ قائم ہوئے زنا شور سے ماتم کرنے لگا۔

ملاح النبوۃ جلد دوم ص ۵۳ مطبوعہ لکھنؤ۔ واقعہ کہیں بھی درج نہیں۔ بلکہ ملاح النبوۃ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک اور بعد وصال کے حالات میں بھی یہ واقعہ موجود نہیں۔ اس قدر افترا اور بہتان ایک شیعہ کی زبان کو ہی زیب دیکھا ہے۔ ملاح النبوۃ۔ نہ تو صحاح حدیث میں ہے۔ اور نہ ہی ایسی کتابوں میں سے ہے۔ جن پر اہلسنت کے مذہب کا مدار ہو۔ یہ تاریخی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی روایات موجود ہیں مگر یہ روایت کسی جگہ بھی موجود نہیں۔ بلکہ اس کے بالکل عکس اسی کتاب کے صفحہ ۵۶۷ جلد دوم پر ہے۔ خبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت حسب ذیل الفاظ میں درج ہے۔

فرمود کہ کہنید کہ و جزع نہائید۔ رحمت کناد خدا تعالیٰ شمارا دیامرزاد گناہان شمارا و جزائی خیر و گناہ شمارا از جانب من۔۔۔۔۔  
... نماز بگذازد و ندر بر من و فرزند و نوادہ کند۔

ترجمہ:- فرمایا کہ کہو جزع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے اور تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور میری طرف سے تمہیں جزا و خیر

عطا کرے۔ بعد ازاں فرمایا نماز پڑھیں مجھ پر اور فریاد و فوج نہ کریں۔  
 افسوس کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری وصیت کو پس پشت ڈال کر اپنے  
 طرز عمل سے اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کرنا۔ جیسا کہ شیعوہ ہو چکا ہے۔ گھصافوی  
 و دیگر میں اگر شرم و غیرت کا مادہ ہو۔ تو ان بصیرت افزا و نصیحتات کو پڑھ کر دریا  
 زامت میں غرق ہو جائے۔ مگر شرم چه کتست کہ پیش شیعیہ بیاید (باقی آئندہ)

## شیعی دنیا کو حلیج

### پچاس روپیہ انعام

جو شخص کسی معتبر روایت سے یہ ثابت کر دے کہ شہدائے کربلا کے ماتم میں  
 محرم کے دنوں میں امام زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسیٰ کاظم  
 امام علی رضا۔ امام حسن عسکری۔ و دیگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے تعزیر نہ بتایا  
 ہو۔ سینہ کوئی کی ہو۔ اور بازاروں میں ماتمی جلوں نکال کر فوجہ وزاری و شور و شیون  
 سے آجکل کے شیعوں کی طرح ماتمی فالیش کی ہو۔ یا ایسا کر نیکاکم فرمایا ہو۔  
 تو ایسے شخص کو مبلغ پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا۔ گھصافوی کے دیگر نے اپنے  
 اشتہار میں جس قدر موٹی موٹی اور گندی گالیاں دی ہیں۔ انکا جواب گالیوں سے  
 دینا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔ سیدہ عائشہ و سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما  
 پر مدارج النبوة کے حوالے سے جواز فرمایا گیا ہے۔ اس کا بد بڑ بھی قیامت کے دن  
 مستحق حقیقی سے اسے بلجائیگا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ قیامت تک بھی شیعوہ  
 اپنے مزارعہم کا جواز ثابت نہ کر سکیں گے۔ دنیا دیکھ لیگی کہ اہلبیت کا صادق محب کون  
 ہے اور دلتی کے پردہ میں انکی توہین کون کر دے ہر سال کیا کرنا ہو۔ بجانب کان حزب اللہ نصیب

# سلک جواہر

(کلام بلاغت حق نظام امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ)

ہی حَلَّانِ شِدَّةً وَدَرَخَانِ  
وہی کے رد و حال میں سختی اور نرمی  
وَالْفَتَى الْحَاذِقُ الْوَدِيبُ إِذَا مَا  
اور جوان مرد دانشمند ادب والا جب کہ  
إِنْ أَكَلَتْ مِلْمَةً كَبَى خَانِ  
اگر سس لے کوئی حادثہ مجھ سے بٹک میں  
عَالِمًا بِاللِّبَاءِ عِلْمًا بَانَ  
جانتا ہوں بلا کو اپنے علم سے یہاں بٹک

وَسَجَّالَانِ نِعْمَةً وَبَلَاءُ  
اور دو ڈول ہیں نعمت اور بلا  
خَانَهُ الدَّهْرُ لَمْ يَخْنَهُ عَمَلُهُ  
پریشان کرتا ہے اسے زمانہ تو نہیں مٹا سکتا  
فِي الْمَلِكِ الْخَرَّةُ صَمَّا  
ان حادثوں کے اٹھانے میں سخت تھہروں  
لَيْسَ يَدُومُ النِّعْمُ وَالْأَذَى  
نہ ہمیشہ نعمت رہتی ہی اور نہ محبت

## امام حسین علیہ السلام کو فرمایا

قَبْلِ الْفَدَا يَا مَسْكِي تَسْتَرْجِي  
تم اس کا نیا دل کل کو گذشتہ کل پر تامل کرنا چاہتے ہو تو  
مَكْنِي بِنَفْسِي وَأَعْقَابِي  
گویا کہ میں نباتات خود معہ اپنی اولاد کے  
فَتَحْضَبُ مِنَّا إِلَهِي يَا الدَّامِرُ  
میں رنگین ہیں ہماری داڑھیاں خون سے  
مَصَابِيكُ تَابَاكَ مِنْ أَنْ تَرُدَّ  
جذہ صیسیں ہیں کہ آمادہ کر نیکی تجھ کو پھر چاہے

فَلَا تَسْتَفْهِ سَعْيِي رَغَابِي  
پیش تلاش کری تو مثل تلاش کرنا اور احوال صون کے  
وَيَا لِكْرَبَلَاءٍ وَحُجَلْبَاهَا  
اور گویا میں کہ بلار اور مقام کہ بلا جنگ بلال میں ہو  
خَضَابُ الْعَرُوسِ أَوْ سَابِ أَوَابِيهَا  
مثل رنگین ہونے عروس کے ہونے یا اس سے  
فَلَعْدُ دَلَمَّا قَبْلُ مَثَابِيهَا  
پس آمادہ ہوا ان کے آنے سے پہلے

هُوَ الْمُدْرِكُ الْمُنْجِي يَا حُسَيْنَ  
وہ دریافت کر نیا لای میروں بہا کا حسین  
تُرَدُّ سِرْدِ الْأَصْبَرِ عِنْدَ النَّوَابِ  
اور دھڑے چار صبر کو مصیبتوں کی وقت  
اللّٰهُ هُمُ الْخَائِفُ قَلَادَتَهُ  
زمانہ ڈالتا ہے کبھی کبھی گردن بند اپنا  
حَتَّى يَفْرَجَهَا فِي حَالٍ مَدْرَجٍ  
یہاں تک کہ کھول دے اس گردن کو نیچے لٹکتے  
صَبْرًا عَلَى سَيْلَةِ الْإِيَّامِ إِنَّ لَهَا  
صبر کر زمانے کی سختی پر کیونکہ اس کیلئے

بَلْ لَكَ فَاصِدْرًا تَعَابَهَا  
بلکہ تیری لئے پس صبر گردن مصائب کے پیر  
تَمَلَّ مِنْ جَمِيلِ الصَّبْرِ حَسَنَ الْخَوَارِ  
تاکہ پیچھے صبر چیلے اور اچھے انجام کو  
عَلَيْكَ لَا تَضْطَرُّ فِتْنَةً لَّيْسَ  
تجھ پر نہ مضطرب ہو اور اس کی گزند پر  
فَقَدْ يَزِيدُ الْإِحْسَانَ كُلُّهُ مُضْطَرٌّ  
در حقیقت زیادہ کرنا ہی۔ گلا گھسنے کا صبر  
عَفْوٍ وَمَا الصَّبْرُ إِلَّا عِنْدَ ذِي الْحُسْبِ  
انتہی ہے۔ اور نہیں ہے صبر مگر خدا کیلئے

## ترک صبر اعمال کا ثواب بڑھتا ہے۔

وَالصَّبْرُ فِي ذَلِكَ أَبَانٌ صَحْبٌ  
صبر کر زمانہ کو کھادوں پر سخت ہے۔

لَكِنْ قُوَّةُ الثَّوَابِ أَصْعَبُ  
لیکن بربادی ثواب کی بہت سخت ہے۔

## تعزیریں چاند سوالات

ماہ محرم الحرام میں تعزیر داری۔ شہیدوں کا ماتم۔ جلوس۔ باجہ۔ مرثیہ خوانی۔  
سینہ کوپی۔ بین۔ نوہ وغیرہ ایک ایسا فعل ہے جس سے ہندوستان کا کوئی  
فرد بے خبر نہیں ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے قصبہ سے لیکر بڑے بڑے شہروں  
میں کروڑوں روپے خرچ کر کے تعزیریں بنائے جاتے ہیں۔ اور عشرہ کے دن  
سپر و خاک کر دئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے سال نو کا پہلا دن ماتم سے شروع ہوتا ہے۔ اور کئی کروڑ روپیہ ماتم اور نوہ خوانی میں اور سینہ کو بی کیساتھ ہر سال برپا ہوتا ہے۔ تعزیر داری کی نسبت میں ان حضرات کے سامنے مودبانہ چند سوال پیش کر کے اس نامی رسم کا جو سال کے ابتدا میں قوم پر مستط ہوا کرتی ہے حل نکالنا چاہتا ہوں۔ کہ آیا یہ فعل خود ساختہ رسمیں ہیں یا شرعی نقطہ نگاہ سے اس کو کوئی اہمیت حاصل ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تعزیر داری حضرات ذیل کے سوالوں کا حل اضبارہ کے ذریعہ بتا کر ہماری قوم کی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔

(۱) کیا شہیدوں کا جلوس۔ باجہ۔ ماتم۔ مرثیہ خوانی۔ سینہ کو بی وغیرہ کی کوئی سند قرآن حدیث عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ (۲) کیا جن شہیدوں کا ماتم کیا جاتا ہے۔ یا جلوس نکالا جاتا ہے۔ انہوں نے ماتم اور جلوس نوہ و سینہ کو بی۔ تعزیر داری۔ نیچہ و چلم کی کوئی اجازت دی ہے؟ یا ان شہیدوں سے کوئی اس کی سند موجود ہے۔

(۳) کیا اسلامی تواریخ کوئی اس کا ثبوت پیش کر سکتی ہے۔ کہ کسی کا بیابانی بھتیجہ وغیرہ جہاد میں شہید ہو گیا تو اس نے کوئی جلوس باجہ کا سامان کیا ہو۔ یا مرثیہ اور نوہ خوانی اس طرح کی گئی ہو جس طرح ہندوستان کرتا ہے۔ خواہ وہ جناب محمد رسول صلعم کے زمانے کا یا آپ کے دنیا کے چھوڑنے کے بعد کا واقعہ ہو۔

(۴) کیا حضرت امیر حمزہ سید الشہداء جناب محمد رسول صلعم کے حقیقی چچا میدان جنگ میں شہید نہیں کئے گئے۔ کیا آپ کی بخش مبارک کی بے حرمتی نہیں ہوئی۔ اگر رسول اللہ کے نواسے کا ماتم نامی جماعت کے نزدیک جائز ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ماتم تو اس سے بھی زیادہ جلوس اور نوہ بین و سینہ کو بی کی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر کا ماتم۔ جلوس۔ تعزیر داری وغیرہ کرتے۔ کسی نامی قوم نہیں دیکھتے آخر اس کا کیا سبب ہے

(۵) صحابہ کرام میں سے امیر المومنین حضرات عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ علی کرم اللہ وجہہ شہید کئے گئے۔ ان حضرات کی تاریخ شہادت پر تخریہ داری۔ سنیہ کو بی و تحریف نہیں کہی جاتی۔

(۷) قرآن حکم شہداری جماعت کو زندہ بتاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے  
فَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ  
جو خدا کے رستہ میں مارے گئے۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی ہمارے شعور سے باہر ہے۔

(۶) جب شہید زندہ ہیں تو زندہ کا ماتم کرنا کیا جہل اور بے وقوفی نہیں ہے  
(۷) جب مسلمانوں کی یہ عام فطرت ہے کہ میت کے موقع پر ڈھول باجہ تخریہ جلوس نہیں نکالتے خواہ وہ کسی اقبیلہ کے ہوں۔ اور دین اسلام کے اصولوں سے کتنے ہی بے بہرہ ہوں۔ پھر کیا رسول اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح اگر غیر فطری فعل کو حسین علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر باجہ اور جلوس سازی خانہ ساز زمیوں کو گوارا کر سکتی ہے۔

(۸) کیا میت کا جلوس نکالنا ان کی یادگار کی نقل سوانگ اور تماشوں کی صورت میں پیش کرنا کافروں اور مشرکوں کا فعل نہیں ہے۔

## میزارِ رضا اور اس کی خدایانی

میزارِ صاحب کا قول

خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا۔ درکاماتِ صادقین (ع)

تروید

اور خدا اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ برتنا بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۹۶)

## میرزا صاحب کا قول

حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر تبارع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاصل ہے۔ (در ۱۸ رمضان ص ۷۷)  
 ترویید۔ اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت  
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ مسیح آنجناب پر ایمان لایا۔ اور بوجہ  
 اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی۔ پس قرآن کی رو سے مسیحی کے منجی پاک رہے  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ (ملکوتات احمدیہ جلد ۲ ص ۱۲)

میرزا صاحب کا قول۔ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں  
 کے آخری وقت میں ہوئی۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۷ کا حاشیہ)  
 ترویید۔ میری پیدائش اس وقت ہوئی جب ۷ ہزار میں سے گیارہ برس بستے  
 تھے۔ تحفہ گو روید ص ۱۵۲ کا حاشیہ۔

نوٹ:- واضح ہو کہ ۱۱ ششم ۱۲۷۰ ہجری کو ختم ہوا تھا۔ (الحکم مورخہ ۶  
 جنوری ۱۹۰۸ء) اس حساب سے میرزا صاحب کا سنہ پیدائش ۱۲۵۹  
 ہجری بنتا ہے۔

## میرزا صاحب کا قول حقیقت الوحی کے ۱۰۱ حاشیے پر ہے۔

خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اس کی قبر سری نگر  
 کشمیر میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وادینا ہما الی دیوثات قہار و  
 معین۔ یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بجا کر ایک  
 ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی۔ اور مصطفیٰ پانی کے چشمے  
 اس میں جا رہے تھے۔ سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی  
 قبر زین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔

ترویید:- رسالہ تمام الحجۃ کے صفحہ ۱۹ تا ۲۱ کے حاشیے پر سید مولوی  
 محمد العید اطرا اللبس الثانی احمدی کا خط درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔



کہ حضرت مریم صدیقہ علیہ السلام کی قیہ بیت المقدس (یعنی یروشلم) کے بڑے گرجے کے اندر ہے۔

میرزا صاحب کا قول :- آیت (فلما توفیتی کننت المہتیب علیہم) کے معنی قیہ ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ جناب الہی میں عرض کریں گے۔ کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراط مستقیم پر قائم تھے۔ اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی۔ میری زندگی میں۔ (آتام الحجۃ ص ۱۹)

تروید :- پووس وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے۔ بہت دکھ دیا تھا۔ اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے۔ تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا۔ اور ثلیث کا مسئلہ کھڑا اور عیسائیوں پر سو رو جو قرابت کی رو سے ابدی حرام تھا۔ حلال کر دیا۔ اور شراب کو بہت وسعت دیدی۔ اور انجیل عقیدہ میں ثلیث کو داخل کیا۔ تاکہ ان تمام بدعتوں سے یونانی بت پرست خود خوش ہو جائیں۔ (کشتی نوح ص ۶ کا حاشیہ)۔

نوٹ :- پووس کی وفات ۳۷۵ء میں ہوئی تھی۔ اور بقول میرزا صاحب مسیح کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی ہے۔ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ثلیث کا عقیدہ مسیح کی زندگی میں بنایا گیا۔

(۲) کتاب چشمہ معرفت کے ص ۱۵۷ پر ہے۔ انجیل پر ابھی تئیں برس ہی نہیں گزرے تھے۔ کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے۔

نوٹ :- حضرت مسیح جب بنی ہوئے۔ تو وہ تیس سال کے تھے۔ (عسل صفی حصہ اول ص ۷) بقول میرزا صاحب تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ برس

کی تھی اور ان کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی۔ دو دیکھو میرزا صاحب کی کتاب "حقیقۃ صحت و صفا کا حاشیہ"۔ مذرحہ بالا عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی زندگی میں عیسائی پرستی کا شرک پھیلنا۔

## قصہ مرزا نیت میں لرزلہ

مولانا لال حسین اختر مسلمان ہو گئے

لاہوری مرزائیوں کے ایہ ناز مبلغ احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے سابق سکریٹری اخبار "پیغام صلح" کے اسٹنٹ ایڈیٹر۔ فاضل سنسکرت۔ آریوں کے مقابل میں بد دوست مناظر آٹھ سال مرزائیت کے دام میں اسیر رہنے کے بعد مولانا لال حسین صاحب اختر ماہ مئی ۱۹۳۲ء میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور مرزا نیت سے توبہ کر لی ہے۔

انہوں نے ایک کتاب "ترک مرزا نیت" تالیف کی ہے جس میں گھر کا بھیدی لٹکا دھوئے کے مطابق مرزا نیت ترک کرنے کے وجوہات اس خوبی سے تالیف کئے ہیں کہ مرزائی اسے دیکھ کر بہوت ہو چکے ہیں۔ کتاب مذکور مصنف ممدوح سے یا منیجر سدا تشمس الاسلام بھیرہ کے پتہ سے تقسیم ہو سکتی ہے۔ مولانا ممدوح نے اپنی زندگی اہریہ مذہب اور مرزا نیت کی تردید کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور نئی بخیرش مرحوم کے رسالہ "تائید اسلام کی ادارت" اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ انشاء اللہ مولانا کا قلم باطل شکن ثابت ہوگا۔ ترک مرزا نیت کے جواب کے لئے ایک ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا۔ بے مرزائی حلقوں میں بے چینی کے نشانات نمایاں ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا عبد الکریم صاحب لوی فاضل ایڈیٹر مباحث سابق مرزائی قبول اسلام کے بعد زبردست سلامی خدمت کر رہے ہیں۔

# حقیقت کا کردگی

ماہ سنی دجون ۱۳۲۶ء میں مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ حزب الانصار نے پنڈ دادخان - کھیڑہ - بھلوال - مجوکہ - کوٹ اللہ یار خان - فارو کا - کوٹ ڈیرہ جاڑہ - سلاوالی - ویردوال - دھوری - میانہ گوندل وغیرہ کے علاقوں کا دورہ کیا۔ ان کی مختصر رپورٹ اسی سال میں درج کی جاتی ہے۔ مولوی صاحب نے مجوکہ میں مرزائی دجل و فریب کو آشکارا کیا۔ سلاوالی میں مرزائیوں کے مبلغ ڈاکٹر منظور احمد کو مناظرہ میں شکست دی۔ اب علاقہ یار میں ردھض کی خفیہ چال بازیوں کا مقابلہ نہایت پامردی سے کر رہے ہیں۔ خاکسار مدیر کو اس عرصہ میں موضع تلماضلع گجرات - سکھو ضلع راولپنڈی اور انجمن اسلامیہ چکوال کے تبلیغی جلسوں میں شمولیت کا موقع ملا۔ چکوال میں عیسائیوں کو شاندار نہایت نصیب ہوئی۔ ان کے نامور پادری پال اور عبدالحق کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ انہیں میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ مولوی عطا محمد صاحب ویرنطبی شاہ صاحب ارکان حزب الانصار نے اس ماہ متعدد مقامات پر حق تبلیغ ادا کیا۔ حزب الانصار کے قرضہ میں ہر ماہ اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لئے معاونین و مخیر حضرات دست تعاون دداز کریں۔ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ نہایت گیتیائی سے جاری ہے۔ طلبہ کی تعداد روزانہ ترقی پذیر ہے۔ اس وقت قریباً ۳۵ طلبہ کے جملہ مصارف خورد و نوش و رہائش کتب تیل وغیرہ اور لباس اہل العلوم کے ذمہ ہیں۔ علاوہ ازیں شہر کے طلبہ کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ تبلیغ کے لئے بھی زبردست لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے۔ اس ماہ میں ۲ عیسائیوں اور ۲ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔

۲ طلوع :- مورخہ ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول بمقام بھیرہ سید العاشقین حضرت مولانا مولوی محمد زکریا صاحب بگوی نور اللہ مرقدہ کا عرس مبارک منعقد ہو گا۔

# مرزائیوں کو صلح

میر افضلؒ و دیگر ارکان جماعت مرزائی میں اگر حق و صداقت کی طلب رائی کے دانہ کے برابر بھی موجود ہے۔ تو اس صلح کو قبول کریں۔ غیر جانبدار شخص کا ایک وفد مرتب کر کے مجھ کو بھیجا جائے جو اس امر تدین کی حقیقت۔ اور اسلامی یا مرزائی کامیابی کا راز دنیا پر آشکارا کریں۔

حسب ذیل اشخاص ساٹھ سال سے مرزائی تھے۔ اور انہوں نے ملت سے اپنا مرزائی ہونا تسلیم کیا۔ بعض نے کہا۔ کہ ہم مرزائی تو تھے۔ مگر ہمارا نام حبیب قادیل میں اب ہی درج ہوا ہے۔ کچھ بھی ہو۔ جو جب اسلامی قانون مرزائی عقیدہ اختیار کرتے ہی وہ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ ان کا ارتداد مناظرہ کا نتیجہ قرار دینا۔ نہایت ہی خطرناک مغالطہ و فریب ہے۔

- ۱۔ فتح محمد ولد جندوڑا اور اس کی زوجہ بختاورد ۳۔ زوجہ احمد واس کا خاوند احمد ولد خدا یار۔
- ۵۔ بخت بھری بنت ملک عمر و گوہر بن عمر مجوکہ
- ۷۔ فاطمہ زوجہ حسن مجوکہ ۸۔ فاطمہ بنت حکیم مجوکہ ۹۔ فتح بی بی زوجہ صدیق مجوکہ
- ۱۰۔ صاحبہ زوجہ زکریا ۱۱۔ مراد ولد اللہ داد ۱۲۔ شیر محمد ولد عطا محمد ساکن کھائی کھان۔
- ۱۳۔ رانجھ ساکن جوداد ۱۴۔ محمد ولد احمد ساکن جوداد
- ۱۵۔ نور بھری بنت سمند ۱۶۔ غلام فاطمہ بنت اللہ داد ۱۷۔ سماءہ بیوی
- ۱۸۔ بخت بھری بنت دلیرا زوجہ ۱۹۔ فاطمہ زوجہ ملک محمد ۲۰۔ صاحبہ بنت گوہر
- ۲۱۔ بختاورد ولد احمد ۲۲۔ صاحبہ بنت سلطان ۲۳۔ نور بھری بنت زمان
- ۲۴۔ بخالی بنت محمد یار ۲۵۔ محمد نواز ولد نور محمد ۲۶۔ فاطمہ زوجہ محمد نواز
- ۲۷۔ بخت بھری بنت محمد ۲۸۔ فاطمہ بنت اللہ داد ۲۹۔ محمد ولد اللہ داد
- ۳۰۔ فاطمہ بنت اللہ داد

مندرجہ بالا اشخاص ۲۰ عورتوں اور ۱۰ مردوں کے نام درج ہیں۔ ان تمام نے

صاف الفاظ میں کئی سال سے مرزائی ہونے کا اقرار کیا۔ ان عورتوں کے خاوند مدت سے مرزائی ہیں۔ قادیانی مذہب کے مطابق غیر قادیانی عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اگر یہ عورتیں مرزائی نہ تھیں۔ تو ان کو مرزائیوں نے اپنے گھر میں بیوی بنا کر کیسے کھا علاوہ ازیں حسب ذیل نابالغ بچوں کے نام بھی فہرست مبایعین میں درج کئے گئے تھے۔ ان کے اسماء اور ان کا عمر تحفینہ قارئین کی آگاہی کیلئے درج کیا جاتا ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ شاید مرزائی مذہب میں انہیں مسیح قادیانی کا ہیبت سے دینا ضروری سمجھا گیا ہو گا۔ یہ بچے مرزائیوں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے ہاں بڑھے۔ اور ان میں سے اکثر بات تک کرنے کی تیز نہیں رکھتے۔ ان کے اسماء تحریر کے مرزائیوں نے مسیلمہ پنجاب کی مریدی کا حق ادا کرایا۔

۳۱۔ محمود بنت احمد مجوکہ ۲ سال۔ ۳۲۔ رضوان لد احمد مجوکہ ۲ سال۔ ۳۳۔ سلطان لد احمد ۲ سال۔ ۳۴۔ محمد ولد احمد عمر ۲ سال۔ ۳۵۔ خاتون زیدہ احمد مجوکہ ۲ سال۔ ۳۶۔ اللہ و دیار لد فتح محمد عمر ۳ سال۔ ۳۷۔ اللہ بخش ولد فتح مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۳۸۔ احمد ولد حسن مجوکہ ۳ سال۔ ۳۹۔ محمد ولد مراد مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۰۔ محمود بنت مراد مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۱۔ خادم حسین لد صدیق مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۲۔ رمضان ولد صدیق عمر ۳ سال۔ ۴۳۔ فاطمہ بنت صدیق مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۴۔ جندوڑی بنت صدیق گویا مناظرہ کے وقت اس کی عمر تین ماہ تھی۔ او تین ماہ کی عمر میں مرزائی مناظرہ کے دلائل کو سچا سمجھ کر اور اسلامی مناظرہ کے دلائل کو غیر سلی بخش قرار دیکر مرزائیت میں داخل ہوئی۔ نیا للعجب ۴۵۔ بخت بھری بنت اللہ اد عمر ۳ سال۔ ۴۶۔ اللہ یار ولد زکریا مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۷۔ محمودہ بنت زکریا مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۴۸۔ حبیبی بنت زکریا مجوکہ عمر ۳ ماہ گویا مناظرہ کے وقت اس کی عمر صرف ایک ماہ تھی۔ ۴۹۔ غلام فاطمہ بنت زکریا خان عمر ۳ سال۔ ۵۰۔ عاشق محمد ولد وارث خان عمر ۳ سال۔

۵۱۔ فاطمہ بنت سلطان مجوکہ عمر ۳ سال۔ ۵۲۔ احمد ولد اللہ اد مجوکہ عمر ۳ سال۔ صرف دو شخص خاص مراد ولد اللہ یار اور نور احمد ولد میاں جیون کے متعلق

کمال تحقیق نہ ہو سکی۔ باقی ۵۴ اشخاص کی کمال تلاش و تحقیق کے بعد نہرست مندرجہ بالا مرتب کی گئی۔ عمر تحریر کرنے میں ممکن ہے کہ کچھ کمی یا بیشی تحریر میں آگئی ہو۔ یہ عمریں اندازاً تحریر کی گئی ہیں۔

### مرزا بیو!

اگر شرم و غیرت ہو۔ تو عرقِ ندامت میں ڈوب مرو کیا یہی صداقت ہے۔ جس کا پرچار کرنے کا دعوئے کرتے ہو۔ مسلمانانِ چھوٹے پر تمہاری اس حرکت سے تمہارا جھوٹا ہونا عیاں ہو چکا ہے۔ اہل اسلام کے حق میں تمہاری یہ کذب بیانی مفید ثابت ہوئی ہے۔ واللہ علی ما قول شہید (بعد الرحمن مبلغ حزب الانصار بھیرہ)

## عرسِ سیال شریف

مورخہ ۲۷-۲۸ و ۲۹ جون ۱۴۴۲ھ بمقامِ سیال شریف علی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نور الدین قدس سرہ مبارک منعقد ہوا۔ جس میں حسب معمول علماء، مشائخ و دیندار رؤسا و عوام الناس کا بے نظیر دینی اجتماع ہوا۔ مشہور نو مسلم لارڈ سر جمیز آف برٹین سر جلال الدین بھی حاضر ہوئے۔ اور صداقت اسلام پر ان کی زبردست تقریر ہوئی۔

لطیفہ :- ایک دن حضرت ابابکر صدیق و حضرت عمر خطاب حضرت علی رضی اللہ عنہم اکٹھے بیٹھے تھے جن کے درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے حضرت عمر نے حضرت ابابکر صدیق کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اس طرح ہیں جیسے کنائیں نون۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر جواب تھے فوراً جواب دیا کہ اگر میں تمہارے درمیان میں نہ ہوتا تو تم کو ہی یہ کہا ہوتا۔

# مرآۃ الانصار فی الاسلام

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے رکھنے والوں کے مقابلہ میں اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ عرصہ درازی سے سال فقہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہو چکا ہے۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو برہنہ راج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مرزائیت کے دھرم و ترویج سے نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالیشان و قبیح کتب خانہ دلائل بریری کا قیام زیر توجہ ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ

شمس الاسلام کا خریدار بنایا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکنوں کی خدمت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورا کرنے کیلئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانتے کہ رسالہ کا ہر ایک جگہ جانا ایک کل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گھاؤں ایسا نہیں ہے کہ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ چندہ کو کے ایسے امام مسجد کے نام جاری ہیں ایسے امامان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیں۔

(منتیج ذوق و فکر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)



# مختصر رسالہ

مختصر رسالہ شمس الاسلام پھرہ میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب کے فروخت اور قوت بخود و بیگانہ  
 کے لئے انہیں منسلک کر فروخت تقسیم کر کے خدا کی بارگاہ سے اجر عظیم حاصل کر سکتے ہیں۔  
 ہر کتب بھیج کر یا پھر یہ دیکھ وی پی جلدی طلب کریں۔ اور اطلاع داریں۔

**شمع**  
 تحقیقہ میں  
 ہر مشق کے سرستہ ازوں  
 کا انتخاب مذہب شیعہ  
 کی تحفہ کتب میلہ شیعہ  
 قوت و پختہ کی ہر قسم کی

**فتاویٰ اقتبا الخفہ**  
 ہندو سندھ و پنجاب کے محدثین  
 کا تحقیقہ فتویٰ ذریعہ ارشاد  
 میرزا یوں رو افق پر  
 قیمت ۵

**بارقہ ضعیفہ**  
 میرزا یوں کی مایہ ناز کتاب  
 تعقیبات پر محققانہ نظر  
 قیمت ۴

**شمس کا آواز و نغمہ**  
 شیعہ کا ایک سالہ انوار جیا  
 کار و محصول کتب و کتاب  
 کتب و تحفہ مفت قلب  
 تحفہ

**مکملی جواہر**  
 سال ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ کے  
 کتب و تحفہ موجود ہر سال  
 کتاب و تحفہ ہر سال  
 کتب و تحفہ ہر سال

**آئینہ مذہب شیعہ**  
 شیعہ مذہب کے اصول و  
 فروع کا مجموعہ جامع مفید  
 کتاب ہے

**سودا شکرنا**  
 جس میں مرزا کا طرہ ہونا  
 اس کی اپنی کلام سے ثابت  
 کیا گیا ہے

**اسلامی سیرت ال**  
 زکوٰۃ و صدقات و عشر کے  
 متعلق کتب فقہ کا خلاصہ  
 تمام مسائل کا مجموعہ  
 قیمت ۲

**سماع الارار**  
 سماع پر تحقیقہ فیصلہ  
 ہر کتاب اخلاص و فقہ و  
 تصوف سے اس مسئلہ پر  
 روشنی ڈالی گئی ہے

## مختصر رسالہ شمس الاسلام (مختصر میں)

دکتر شمس الدین محمد علی شاہ

مدرسہ اسلامیہ پشاور، پشاور، پاکستان